معصومینؑ کی ولادت یا ظہور ونزول؟!

اہل بیتؑ کے فرامین کی روشنی میں

سید توقیر عباس کاظمی

المصطفیٰ اسلامک سنٹر
AL-MUSTAFA ISLAMIC CENTER

عصرِ حاضر میں شیعوں کے درمیان عوامی سطح پر، ائمہ معصومینؑ کے "ظہور" اور "نزول" کا نظریہ رونما ہوا ہے جس کا مقصد معصومینؑ کی فطری ولادت کا انکار اور انہیں انسانوں سے الگ نوع ثابت کرنے کی کوشش ہے۔اس نظریہ کے تحت معصومینؑ کی ولادت کے ایام میں "نزول" اور "ظہور" جیسے الفاظ کے ذریعہ ایسی حقیقت کو متنازعہ بنانے کی کوشش کی جارہی ہے جو مسلمانوں کے درمیان گذشتہ چودہ صدیوں سے کبھی بھی اختلافی نہیں رہی۔ چونکہ یہ نظریہ عام مومنین کے درمیان عجیب الجھن کا سبب بننے کے ساتھ ساتھ باہمی اخوت و یکجہتی پر کاری ضرب کے مترادف بھی ہے لہٰذا اس کتاب میں ولادت یا ظہور و نزول کے مسئلہ کو اسلامی تعلیمات اور اہل بیتؑ کے بیانات کی روشنی میں سلجھانے کی کوشش کرتے ہوئے اس سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ کیا ظہور اور نزول کے مؤقف کو اسلامی تعلیمات اور ائمہ معصومینؑ کے فرامین سے کوئی تائید حاصل ہے یا نہیں؟ تاکہ حقیقت آشکار ہونے کے بعد ہر مومن اپنے صاحبِ ایمان شیعہ اثناء عشری ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے شیعہ عوام کے درمیان اختلاف و انتشار کی ایجاد پر مبنی سازشوں اور عصرِ حاضر کے فتنوں کا حصہ بننے سے بچ سکے۔

المصطفیٰ اسلامک سنٹر
AL-MUSTAFA ISLAMIC CENTER

ناشر: المصطفیٰ اسلامک سنٹر گوجرانوالہ پاکستان

E-mail: mic_grw@yahoo.com

بسم الله الرحمن الرحيم

معصومین علیہم السلام کی ولادت یا ظہور و نزول؟!

اہل بیت علیہم السلام کے فرامین کی روشنی میں

مؤلف: سید توقیر عباس کاظمی

المصطفیٰ اسلامک سنٹر گوجرانوالہ پاکستان

فہرست

مقدمہ ۸

معصومین علیہم السلام کے ظہور یا نزول کا نظریہ ۱۵

ولادت، ظہور اور نزول سے مراد ۱۵

معصومین علیہم السلام کے لئے ولادت کی بجائے ظہور یا نزول سے مراد ۱۵

ظہور یا نزول کے نظریہ سے متعلق چند اہم نکات ۱۷

معصومین علیہم السلام کے لئے ولادت کی بجائے ظہور یا نزول کے نظریہ کی تاریخ ۱۷

ماں باپ کے بغیر وجود میں آنا فضیلت نہیں ہے ۱۹

معصومین علیہم السلام کی ولادت کا فطری ہونا ۲۱

معصومین علیہم السلام کی ولادت سے متعلق احادیث و روایات ۲۲

پاک صلبوں اور رحموں سے ولادت کے بارے احادیث ۲۲

معصومین علیہم السلام کی ولادت کے بارے بطورِ خاص منقول احادیث ۲۴

پہلی حدیث: ۲۴

دوسری حدیث: ۲۵

تیسری حدیث: ۲۶

چوتھی حدیث: ۲۷

ائمہ معصومین علیہم السلام کے باوفا اصحاب کی زبانی معصومین علیہم السلام کی ولادت کا تذکرہ ۲۸

نظریہ ظہور و نزول کے دلائل پر تحقیق ۲۹

ظہور یا نزول کے دلائل کا خلاصہ ۲۹

پہلی دلیل: معصومین علیہم السلام کی نورانی خلقت ۳۰

دوسری دلیل: قرآن مجید میں نور کے نزول کا تذکرہ ٣٧
تیسری دلیل: معصومینؑ کا دنیاوی خلقت سے پہلے موجود ہونا ٣٩
چوتھی دلیل: معصومینؑ کی محبت اور احترام کا تقاضا ٤٠
پانچویں دلیل: بعض معصومینؑ کی مخفی طرزِ ولادت ٤٢
چھٹی دلیل: امام مہدیؑ کی ولادت سے متعلق بحار الانوار کی روایت ٤٣
مذکورہ روایت کا لب لباب.......................... ٤٥
سند کے لحاظ سے روایت کی حیثیت ٤٥
دلالت کے لحاظ سے روایت کی حیثیت ٤٨
روایت کی توجیہ ٤٩
ظہور و نزول کے نظریہ کی ترویج کے نقصانات ٥٣
١): معصومینؑ کے نسب کا انکار ٥٣
٢): معصومینؑ کی شہادت کا انکار ٥٣
٣): معصومینؑ کی صریح روایات و احادیث کا انکار.......................... ٥٤
٤): معصومینؑ کی منقول زیارات کا انکار ٥٥
٥): معصومینؑ سے منقول دعاؤں کا انکار ٥٥
٦): حضرت محسن بن علیؑ کی شہادت کا انکار.......................... ٥٦
٧): نسلِ سادات کے سلسلے کا انکار ٥٦
٨): بعض معصومینؑ کی ولادت سے مربوط روایات کا انکار.......................... ٥٦
٩): بعض مسلمہ تاریخی حقائق کی تکذیب ٥٧
١٠): امام مہدیؑ کے ظہور کی خصوصیت کا خاتمہ ٥٨
١١): شیعہ معتبر کتب کا انکار.......................... ٥٩
عام انسانوں اور ائمہ معصومینؑ کی ولادت میں فرق ٦١
معصومینؑ کی زندگی کو عام انسانوں کی زندگی سے موازنہ کرنا صحیح نہیں ٦١
١): طہارت و پاکیزگی کے ساتھ ولادت.......................... ٦٢

۲): شکمِ مادر میں اپنی ماں سے باتیں کرنا ۶۳
۳): ولادت کے فورا بعد اظہارِ ایمان ۶۵
۴): ختنہ کے ساتھ حالتِ اسلام پر ولادت ۶۷
۵): امامت کی بعض نشانیوں کے ساتھ ولادت ۶۸
خلاصہ کلام ۶۹
کتابنامہ ۷۰
مؤلف کے علمی و تحقیقی آثار کا تعارف ۷۳

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیعت کی تاریخ میں کوئی بھی دور فتنوں سے خالی نہیں رہا حتی ائمہ معصومین علیہم السلام کے دور میں بھی مختلف طرح کے فتنے اس انداز سے سامنے آئے کہ معصومین علیہم السلام کے اصحاب کی ایک بڑی تعداد بھی خود کو ان فتنوں سے محفوظ نہ کر پائی۔

اس بنا پر عصرِ حاضر میں بھی شیعوں کے خلاف فتنوں کا سر اٹھانا کوئی انہونی بات نہیں ہے، لیکن آج کا زمانہ سابقہ زمانے سے اس لحاظ سے مختلف ضرور ہے کہ آج شیعت کے خلاف صرف ایک دو فتنے نہیں بلکہ فتنوں کا ایک تسلسل دکھائی دیتا ہے؛ اور دوسرا یہ کہ آج کے دور میں سابقہ زمانے کی نسبت گمراہی کے اسباب بھی زیادہ ہیں۔

واضح رہے کہ فتنہ سے مراد معاشرے میں ایسے مخصوص حالات اور باہمی کشمکش کا رونما ہونا ہے جس میں عام لوگوں کے لئے صورتحال واضح نہ ہو اور انہیں حق و باطل کے درمیان فرق کرنے اور حق و حقیقت سمجھنے میں دشواری پیش آرہی ہو۔ حضرت علی علیہ السلام نے فتنے کے اسی مفہوم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ الْفِتَنَ إِذَا أَقْبَلَتْ شَبَّهَتْ وَ إِذَا أَدْبَرَتْ نَبَّهَتْ يُنْكَرْنَ مُقْبِلَاتٍ وَ يُعْرَفْنَ مُدْبِرَاتٍ يَحُمْنَ حَوْمَ الرِّيَاحِ يُصِبْنَ بَلَداً وَ يُخْطِئْنَ بَلَداً ؛ (نہج البلاغہ : خطبہ ۹۳)

"جب فتنے آتے ہیں تو لوگوں کو شبہات میں ڈال دیتے ہیں اور جب جاتے ہیں تو

ہوشیار کر جاتے ہیں؛ یہ آتے وقت پہچانے نہیں جاتے لیکن جب جانے لگتے ہیں تو پہچان لئے جاتے ہیں، ہواؤں کی طرح گھومتے ہیں، کسی شہر کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور کسی کو نظر انداز کر دیتے ہیں"۔

اسی طرح حضرت امام علی رضاؑ نے بھی فتنے کی ایسی ہی کیفیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ مِمَّنْ يَنْتَحِلُ مَوَدَّتَنَا أَهْلَ الْبَيْتِؑ مَنْ هُوَ أَشَدُّ فِتْنَةً عَلَى شِيعَتِنَا مِنَ الدَّجَّالِ- فَقُلْتُ بِمَا ذَا قَالَ بِمُوَالاةِ أَعْدَائِنَا وَ مُعَادَاةِ أَوْلِيَائِنَا إِنَّهُ إِذَا كَانَ كَذَلِكَ اخْتَلَطَ الْحَقُّ بِالْبَاطِلِ وَ اشْتَبَهَ الْأَمْرُ فَلَمْ يُعْرَفْ مُؤْمِنٌ مِنْ مُنَافِقٍ؛

"یقینا ہماری مودت کا دعوا کرنے والوں میں کچھ ایسے ہیں کہ جن کا فتنہ ہمارے شیعوں کے لئے دجال سے زیادہ سخت ہے؛ راوی نے پوچھا: کیسے؟ امامؑ نے فرمایا: ہمارے دشمنوں کے ساتھ دوستی اور ہمارے دوستوں کے ساتھ دشمنی کی وجہ سے؛ یقینا جب ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو حق باطل کے ساتھ مل جائے گا اور حقیقت مشتبہ ہو جائے گی، پھر منافقوں میں سے مومن کی پہچان نہ ہو سکے گی"۔(وسائل الشیعہ: ج ۲۵ ص ۳۳۰)

ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ اہل بیتؑ کی نظر میں فتنہ سے مراد ایسے مبہم اور پیچیدہ حالات ہیں جن میں عام شخص کے لئے حق و باطل کے درمیان فرق کرنا مشکل ہو اور اُس کے لئے حقیقت کو سمجھنا دشوار ہو جائے؛ جس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ باطل، حق کا لبادہ اوڑھ کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہوئے اپنے شوم اہداف و مقاصد حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے؛ لہٰذا عام لوگ فتنہ کا شکار ہو کر باطل ہی کو حق سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں اور پھر جب لوگوں پر باطل کی حقیقت آشکار ہوتی ہے تو اُسوقت تک وہ اپنا کام کر

چکا ہوتا ہے۔

اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ فتنہ، ایسی حالت ہے کہ جب حق و باطل کے درمیان فرق کرنا مشکل ہو جائے، یا باطل، حق کے لباس میں سامنے آئے اور سادہ لوح انسانوں کو اپنے چنگل میں دبوچ لے۔

واضح رہے کہ فتنہ کے وقت باطل مزاج لوگ، حق کے لباس اور شعار (یعنی حق کے نعرے) کے ساتھ اس طرح سامنے آتے ہیں کہ نہ صرف عام لوگ اُن کی طرف جھک جائیں بلکہ بہت سے سنجیدہ اور خواص کے قدم بھی ڈگمگانے لگیں۔

کوئی شک نہیں ہے کہ عصرِ حاضر میں شیعہ قوم کے درمیان فتنوں کا ایک تسلسل پایا جاتا ہے؛ عام سادہ لوح شیعہ افراد کے سامنے ایک کے بعد دوسرا فتنہ سر اٹھاتے نظر آتا ہے چونکہ فتنہ کی صورت میں عام انسان حق و باطل کے درمیان فرق قائم کرنے کی توانائی کھو کر راہِ راست سے منحرف یا سر گردانی کے عالم میں دن گزارنے پر مجبور ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے آج شیعت کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کی بنا پر عام مومنین مختلف مذہبی مسائل میں پریشانی اور سر گردانی کا شکار نظر آتے ہیں۔

البتہ مخفی نہ رہے کہ عصرِ حاضر میں شیعت کے خلاف تمام فتنوں میں مشترک نقطہ یہ ہے کہ اہل بیتؑ کے پاکیزہ نام اور عام سادہ لوح شیعوں کی اہل بیتؑ سے بے لوث عقیدت و محبت کو بہانہ بناتے ہوئے عوام کو اسلام اور شیعت کی روح سے دور کرنے کی مذموم کوششیں کی جارہی ہیں؛ شیعہ علماء اور عوام کو ایکدوسرے کے مدمقابل کھڑا کرنے کی جسارت کی جارہی ہے؛ منبر و محراب کے تقدس کو پائمال کرنے کے لئے سادہ دل شیعوں کے جذبات واعتقادات کے ساتھ کھیلا جارہا ہے؛ اور فتنوں کے اس کھیل میں شیعہ معاشرے کے کم علم افراد کی کم علمی و نادانی یا غفلت و بے توجہی سے غلط فائدہ

اٹھایا جارہا ہے۔

کون نہیں جانتا کہ اسلام دشمن طاقتوں اور خاص طور پر مذہبِ اہل بیتعلیہم السلام کے دشمنوں نے ہمیشہ سازشوں اور فتنوں کا راستہ اپناتے ہوئے اہل تشیع کو نابودی کی طرف دھکیلنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ فتنہ پرور دشمنوں کی سازشوں میں سرفہرست حربہ شیعہ قوم کے درمیان اختلافات کا بیج بونا اور پھر اختلاف کی آگ کو بھڑکانا ہے اور اس سازش کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ جب ایک محاذ پر شکست کھاجاو تو فوراً دوسرا محاذ کھول لو۔

یہی وجہ ہے کہ اہل تشیع کے خلاف استعماری عناصر کبھی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھ رہے بلکہ جب وہ ایک محاذ پر شکست کھاجاتے ہیں تو کوئی نیا محاذ کھڑا کر دیتے ہیں، اہل تشیع کے درمیان اندرونی اختلافات ایجاد کرنے اور انہیں کمزور سے کمزور تر کرنے کے لئے ایک کے بعد دوسرے فتنے کو عوام میں پھیلاتے ہیں۔

چونکہ ان سب فتنوں کا بنیادی مقصد شیعہ قوم کو اندرونی اختلافات سے دچار کرنا ہے لہٰذا عام طور سے شیعہ مسلمہ عقائد و نظریات یا احکام و عبادات کو ان فتنوں کا موضوع قرار دیا جاتا ہے اور شیعہ قوم ہی کے بعض افراد اور شیعت کے دعویداروں کو ان فتنوں کا حصہ بنایا جاتا ہے جن کے بارے میں امام رضاعلیہ السلام نے فرمایا: "یقینا ہماری مودت کا دعوا کرنے والوں میں کچھ ایسے ہیں جن کا فتنہ ہمارے شیعوں کے لئے دجال سے زیادہ سخت ہے"۔

چنانچہ گذشتہ دو دہائیوں میں شیعوں کے درمیان خاص طور پر ایسے حساس مسائل کو اچھالا گیا جو شیعہ قوم کے درمیان اختلاف وانتشار کا باعث بن سکیں؛ ایسے ہی مسائل میں سے ائمہ معصومینعلیہم السلام کی ولادت کی بجائے "ظہور" اور "نزول" کا مسئلہ ہے جس کے ذریعہ شیعوں کے درمیان ایک ایسی بات کو متنازعہ بنانے کی کوشش کی گئ جو مسلمانوں

کے درمیان گذشتہ چودہ صدیوں سے کبھی بھی اختلافی نہیں رہی، بلکہ یہ اختلاف گذشتہ چند برسوں سے سامنے آیا ہے۔

اس اختلاف کے پیش نظر بعض لوگ آئمہ معصومینؑ کی ولادت کے ایام میں، فطری ولادت کے انکار کی غرض سے "نزول" اور " ظہور" کے الفاظ استعمال کرنے لگے ہیں، یہاں تک کہ بعض افراد نے منبروں پر سے معصومینؑ کی فطری ولادت کا صریح انکار کرنا شروع کر دیا ہے۔

اس طرح ایک نیا مسئلہ بھی شیعوں کے درمیان اختلاف و انتشار کا باعث بننے لگا جس کے مطابق شیعوں میں سے ایک گروہ ائمہ معصومینؑ کو انسانی فطرت ہی سے دور سمجھنے لگا، جبکہ اس کے مد مقابل دوسرا گروہ معصومینؑ کی ولادت کو اپنی ولادت سے قیاس کرنے لگا جو پہلے سے بھی زیادہ غلط تھا؛ اور پھر اسی مسئلہ کو بنیاد بنا کر شیعہ مومنین ایکدوسرے پر کیچڑ اچھالنے لگے، جس کے بعد ائمہ معصومینؑ کو انسانوں سے الگ نوع ثابت کرنے کے ساتھ عزاداری کے منبروں سے نصیریت اور غلو کے راستے کو ہموار کرنے کی کوششیں ہونے لگیں اور اس سلسلہ میں عزاداری کے منبروں پر آنے والے کچھ نام نہاد خطیبوں نے آگ پر تیل چھڑکنے کا کردار ادا کیا۔

ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عام معاشرے کے بہت سے سادہ لوح مومنینؑ کو اس کے مسئلہ کے پس منظر کا بالکل علم نہیں ہے اور انہیں کچھ خبر نہیں ہے کہ معصومینؑ کی فطری ولادت جیسے متفقہ نظریہ کے مقابلے میں ظہور اور نزول کے نظریہ کو پھیلانے کا بنیادی سبب کیا ہے؟

اگرچہ ہم انتہائی وثوق سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگلے چند سالوں میں یہ مسئلہ ہماری قوم کے درمیان نہیں رہے گا بلکہ اس مسئلے کی شدت بھی آہستہ آہستہ کم ہوتی جائے گی اور

ان فتنوں کے شکار سادہ لوح مومنین کو بھی بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ اہل بیتؑ کے نام پر اچھالے جانے والے ان فتنوں کے ذریعہ مومنین کے درمیان تفرقہ پھیلانے کے شیطانی منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کی جا رہی تھی اور یہ فتنے حقیقت میں شیعت کی نابودی کا خواب دیکھنے والوں کی طرف سے شیعہ قوم کے درمیان رائج کئے گئے تھے۔

لیکن اس کے باوجود بہر حال اس بات سے انکار ممکن نہیں ہے کہ یہ مسئلہ فی الحال مومنین کے درمیان اہم اختلافی مسئلہ بن چکا ہے، لہٰذا ضرورت ہے کہ معصومینؑ کی ولادت اور ظہور و نزول کے مسئلہ کا سرسری سا جائزہ لیا جائے تاکہ واضح ہو کہ اس مسئلے کی حقیقت کیا ہے؟ اور کیا اس موقف اور نظریہ کو اسلامی تعلیمات اور ائمہ معصومینؑ کے فرامین سے تائید حاصل ہے یا نہیں؟ تاکہ حقیقت آشکار ہونے کے بعد ہر مومن اپنے صاحبِ ایمان شیعہ اثناء عشری ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے شیعیت کے خلاف سازشوں اور عصرِ حاضر کے فتنوں کا حصہ بننے سے بچ سکے اور شیعہ قوم کے درمیان اختلاف و انتشار کم ہو سکے۔

واضح رہے کہ ہماری نظر میں یہ مسئلہ اتنا اہم نہیں ہے جس پر مفصل بحث و تکرار کی خاص ضرورت ہو، لیکن چونکہ ہمارے معاشرے کے عام مومنین اس مسئلہ میں عجیب الجھن کا شکار ہیں اور یہ مسئلہ مومنین کے درمیان وحدت و یکجہتی پر کاری ضرب کے مترادف بھی ہے اسی لئے ہم نے اس مسئلہ کو اسلامی تعلیمات اور اہل بیتؑ کے بیانات کی روشنی میں سلجھانے کی کوشش کی ہے۔

البتہ یہ نقطہ بھی قابل ذکر ہے کہ یہ مسئلہ اتنا حساس ہے کہ جس کے بارے تفصیل بیان کرنے میں معصومینؑ کی ذوات کے احترام کی حدود سے تجاوز کا خدشہ بھی ہے؛

لہٰذا ہم اس مسئلہ میں مقامِ عصمت کے احترام کی حدود کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے صرف اتنی ہی تفصیل پیش کریں گے جتنی روایات واحادیث میں بیان ہوئی ہے۔

امید ہے کہ ہماری یہ تحریر ایسے سادہ لوح مومنین کی رہنمائی کا سبب قرار پائے گی جو مجالس عزامیں منبر حسینی پر آنے والے فتنہ پرور نادانوں، بے ایمان جاہلوں، شرپسند پیشہ وروں اور چرب زبان کم عقلوں کی خودساختہ اور بے بنیاد باتوں کو اپنا عین عقیدہ وایمان بنالیتے ہیں۔

ہماری مخلصانہ دعا ہے کہ پروردگار، محمد وآل محمد علیہم السلام کے صدقہ میں شیعت کے خلاف فتنہ پرور عناصر کو نیست و نابود کرے اور شیعہ قوم کو عصرِ حاضر کی تمام سازشوں اور فتنوں سے محفوظ فرمائے۔آمین یارب العالمین بحق محمد وآلہ الطاہرین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
سید توقیر عباس کاظمی۔ قم ایران
tqrkazmi@yahoo.com

۱۱ ذیقعدہ ۱۴۴۰ھ ؛ 2 جولائی 2019

معصومین علیہم السلام کے ظہور یا نزول کا نظریہ

ولادت، ظہور اور نزول سے مراد

ولادت یا ظہور و نزول کے اختلافی مسئلہ میں سب سے بنیادی چیز "ولادت"، "ظہور" اور "نزول" کے مفہوم کی تعیین ہے۔

اردو زبان میں ولادت کا لفظ بطور اسم مستعمل ہے جس کا معنی جنم ، پیدائش (Birth)، بچے کا شکمِ مادر سے پیدا ہونا اور بچے کا دنیا میں آنا ہے۔ اور اس لفظ کا متضاد "موت" ہے۔

نُزُول، عربی زبان میں ثلاثی مجرد کے باب سے مشتق اسم ہے؛ یہ لفظ عربی سے من و عن اردو میں داخل ہوا اور بطور اسم استعمال ہوتا ہے۔ اردو میں یہ لفظ، "اترنے"، "اوپر سے نیچے آنے" اور "تنزل" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

ظُہُور، عربی زبان میں ثلاثی مجرد کے باب سے مشتق اسم ہے اور اردو میں بھی بطور اسم مستعمل ہے جو "ظاہر ہونے"، "نمایاں ہونے" اور "پردہ سے باہر آنے" کے معنی میں ہے۔

معصومین علیہم السلام کے لئے ولادت کی بجائے ظہور یا نزول سے مراد

ولادت، ظہور اور نزول کے معانی اور مفاہیم کے بیان کے بعد سب سے پہلے یہ سمجھنے

کی ضرورت ہے کہ معصومینؑ کی ولادت کی بجائے ظہور یا نزول کا نظریہ پیش کرنے والوں کی مراد کیا ہے؟

اس سوال کے جواب سے پہلے اس نکتہ کی طرف توجہ ضروری ہے کہ معصومینؑ کی ولادت کی بجائے ظہور و نزول کا نظریہ ابھی تک مستند تحریری صورت میں پیش نہیں کیا گیا بلکہ صرف گفتاری صورت میں پیش ہوا ہے۔ بر صغیر اور خاص طور پر پاکستان میں عزاداری کے منبروں پر آنے والے بعض چرب زبان خطیبوں نے اس نظریہ کو صرف زبانی طور سے اچھالنے کی بھرپور کوشش کی ہے جسے بعض سادہ لوح عام مومنین نے صرف اپنی عقیدت کے پیشِ نظر قبول بھی کیا ہے۔

ائمہ معصومینؑ کی ولادت کی بجائے ظہور و نزول کے مؤقف کے حامی افراد ابھی تک اس نظریہ کا کوئی متفقہ اور واضح مفہوم بیان کرنے سے قاصر دکھائی دیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس نظریہ کے حامی اکثر افراد ظہور اور نزول کا کوئی واضح مفہوم بیان کئے بغیر اس مؤقف کو اپنی عقیدت کی نذر کر دیتے ہیں۔

ظاہری طور سے اس نظریہ کو پیش کرنے والوں کی مراد یہ ہے کہ معصومینؑ نسلِ انسانی کی طرح فطری طرز سے پیدا نہیں ہوتے۔

دوسرے لفظوں میں اس نظریہ سے مراد یہ ہے کہ معصومینؑ اپنے اجداد (والد، دادا...) کے اصلاب اور اپنی ماؤں کے شکموں کے ذریعہ پیدا نہیں ہوتے اور نہ ہی فطری طرز سے دنیا میں آتے ہیں بلکہ آسمان سے براہ راست نازل ہوتے ہیں یا ظہور کرتے ہیں یا اپنی ماں کی ران سے ظاہر ہوتے ہیں۔

اسی نظریہ کی بنا پر یہ لوگ معصومینؑ کی ولادت کے ایام میں، ولادت کا انکار کرنے کی غرض سے نزول اور ظہور جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

ظہور یا نزول کے نظریہ سے متعلق چند اہم نکات

ذیل میں معصومین علیہم السلام کے ظہور یا نزول کے نظریہ سے متعلق چند اہم اور بنیادی نکات پیش کرتے ہیں جو اس مسئلہ کے سمجھنے میں کافی حد تک مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

معصومین علیہم السلام کے لئے ولادت کی بجائے ظہور یا نزول کے نظریہ کی تاریخ

ائمہ معصومین علیہم السلام کے ظہور یا نزول سے متعلق نظریہ کا قرآن و حدیث اور شیعہ بزرگ علماء کی کتب و بیانات میں کہیں نام و نشان تک موجود نہیں ہے، بلکہ عصرِ حاضر میں اس کی ایجاد کا سہرا عصرِ حاضر کے غالی خطیبوں اور ذاکروں کے سر ہے جو دورانِ جاہلیت اور سابقہ انبیائے کے منکرین کے اگلے ہوئے نوالے کو دانستہ یا نادانستہ طور پر چبا رہے ہیں۔

مخفی نہ رہے کہ ائمہ معصومین علیہم السلام کے ظہور یا نزول کا نظریہ اور انہیں انسانوں سے الگ نوع ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی تاریخی جڑوں کے بارے غور کیا تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ جس طرح سابقہ انبیاء علیہم السلام کے منکرین اپنی خام خیالی میں انبیا اور الہی رہبروں کو انسانوں سے جدا مخلوق ہونے کی توقع رکھتے تھے اسی طرح آج کے غلونواز شیعہ کہلوانے والے بھی ائمہ معصومین علیہم السلام کو انسانوں سے الگ مخلوق ثابت کرنے کے درپے ہیں۔

قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے کہ جب انبیائے الٰہی نے لوگوں کو بت پرستی سے منع کرتے ہوئے خدائے واحد کی طرف پکارا تو وہ کہنے لگے:

﴿ قَالُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا تُرِيدُونَ أَنْ تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتُونَا بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ﴾؛[1]

"وہ کہنے لگے: تم تو ہم جیسے بشر ہو تم ہمیں ان معبودوں سے روکنا چاہتے ہو جن کی ہمارے باپ دادا پوجا کرتے تھے، پس اگر کوئی کھلی دلیل ہے تو ہمارے پاس لے آؤ"۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بارے ارشاد ہوا:

﴿فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُرِيدُ أَنْ يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ...﴾[2]

"ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا: یہ تو بس تم جیسا بشر ہے، جو تم پر اپنی بڑائی چاہتا ہے"۔

نیز ارشاد فرمایا:

﴿وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ﴾[3]

" اور ان کی قوم کے کافر سرداروں نے جو آخرت کی ملاقات کی تکذیب کرتے تھے اور جنہیں ہم نے دنیاوی زندگی میں آسائش فراہم کر رکھی تھی کہا: یہ تو بس تم جیسا بشر ہے، وہی کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور وہی پیتا ہے جو تم پیتے ہو"۔

---

[1]. سورہ ابراہیم: آیت ۱۰۔
[2]. سورہ مومنون: آیت ۲۴۔
[3]. سورہ مومنون: آیت ۳۳۔

مذکورہ آیات سے واضح ہوتا ہے کہ انبیائے ما سبق کی اقوام کے ذہنوں کی اختراع تھی کہ وہ الٰہی عہدے (نبوت و رسالت) کو بشریت سے متضاد سمجھتے تھے اور گویا اس بات کے قائل تھے کہ انسانوں کی ہدایت کے ذمہ دار الٰہی نمائندے کو انسانوں سے الگ ہونا چاہیے یہی وجہ ہے کہ وہ انبیاء پر اعتراض کرتے کہ تم بھی ہمارے جیسے ہی بشر ہو، انسانوں ہی کی طرح کھاتے بھی ہو اور پیتے بھی ہو۔

عام لوگوں کی اسی غلط فکر کی نفی کرتے ہوئے انبیائے کرام نے اپنی بشریت پر تاکید کرتے ہوئے اس حقیقت کو واضح کرتے رہے کہ بشریت اور الٰہی عہدے (نبوت، رسالت یا امامت) میں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ خدا نے ہدایت کا سلسلہ ہی اس طرز سے قرار دیا کہ اپنے بندوں اور انسانوں ہی میں سے کچھ کو چن لیا اور انہیں بشر ہونے کے باوجود اپنی طرف سے عصمت کے عہدے سے نوازا۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ آج کے ظہور و نزول کے نظریہ کی تاریخ سابقہ ابنیاء کی امتوں سے ملتی ہے جو اس بات کے قائل تھے کہ انبیاء اور الٰہی نمائندوں کو عام انسانوں کی طرح ہونے کی بجائے انسانوں سے الگ مخلوق ہونا چاہیے۔

ماں باپ کے بغیر وجود میں آنا فضیلت نہیں ہے

اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ماں باپ کے بغیر کسی چیز کا وجود میں آنا اور اُس کا ظہور یا نزول فضیلت کا معیار نہیں ہے۔

ذبیحہ اسماعیل (دنبہ) نازل ہوا لیکن یہ نزول ولادت کے مقابلے میں فضیلت کا معیار نہیں ہے۔

حضرت صالح کی ناقہ کا ظہور ہوا لیکن یہ ظہور بھی فضیلت کا معیار نہیں ہے۔

پس اگر ماں باپ کے بغیر پیدا ہونا ہی فضیلت ہے یا یہ افضل مخلوق ہونے کی دلیل

ہے تو پھر حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ کے لئے بھی یہ فضیلت ماننا پڑے گی!؛ اسی طرح حضرت اسماعیل کی جگہ ذبح ہونے والے جانور کو بھی صاحبِ فضیلت اور افضل مخلوق ماننا پڑے گا؛ فرعون کے دربار میں عصائے موسیٰ علیہ السلام سانپ بنا تو وہ بھی شکمِ مادر کے ذریعہ پیدا نہیں ہوا؛ اور ہارون کے دربار میں قالین پر بنا ہوا شیر جب آٹھویں امام علیہ السلام کے حکم سے اصلی شیر بنا تو وہ بھی ماں کے شکم کے بغیر پیدا ہوا؛ تو کیا ان سب چیزوں کا ماں باپ کے بغیر پیدا ہونا اُن کے افضل مخلوق ہونے یا ان کے معصوم ہونے کی دلیل ہے؟!

اس سے بڑھ کر خالقِ کائنات نے ابتدائے خلقت میں جو بھی ذی روح (جاندار) چیزیں پیدا کیں ہیں کیا وہ سب ماں باپ کے بغیر نہیں تھیں؟! کیا وہ نر کے صلب اور مادہ کے شکم کے بغیر پیدا نہیں ہوئیں؟! اگر فضیلت کا معیار یہی قرار دیا جائے تو پھر بہت سے حیوان بھی انسانوں سے افضل قرار پائیں گے۔

پس اس بیان سے واضح ہوا کہ ماں باپ کے بغیر وجود میں آنا کوئی ایسی فضیلت نہیں ہے جس سے دوسروں انسانوں پر فوقیت ثابت ہو بلکہ افضیلت اور فوقیت کے الگ معیار ہیں جنہیں صحیح طور سے سمجھنا ضروری ہے۔

معصومین علیہم السلام کی ولادت کا فطری ہونا

معصومین علیہم السلام کی ولادت کا نظریہ فطرت کے عین مطابق ہے کیونکہ ہر روح فطری اسباب کے تحت عالم وجود میں آتی ہے، وہ معصوم کی روح ہو یا غیر معصوم کی روح؛ لیکن اگر ولادت کے نظریہ کی بجائے ظہور یا نزول کا نظریہ اپنایا جائے تو یہ غیر فطری عمل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ روایات واحادیث میں معصومین علیہم السلام کے لئے لفظ ولادت ہی استعمال ہوا ہے، اور اسی ولادت کے عقیدہ کے مطابق ہم مولائے کائنات کے فضائل اور خانہ کعبہ میں آپ کی آمد پر دلیل پیش کرتے ہیں۔

سب خاص و عام بہتر جانتے ہیں کہ دنیا کے تمام مسلمان مختلف مذاہب و مسالک کے باجود صدیوں سے سے معصومین علیہم السلام کی ولادت کا جشن مناتے آئے ہیں جس میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی ولادت کا دن " جشن میلاد النبی " اور مولا علی علیہ السلام کی ولادت کا دن " جشن مولود کعبہ " کے الفاظ مشہور ہیں، اور اس سے پہلے کسی نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی ولادت کے لئے ظہور یا نزول کا کبھی ذکر نہیں کیا تھا؛ اب ظہور یا نزول کے عقیدہ پر اصرار کرنے والوں سے سوال ہے کہ کیا آج تک شیعہ و سنی مسلمانوں کا ولادت اور میلاد کے الفاظ استعمال کرنا غلط تھا؟! اور کیا اب یہ نظریہ اپنانے والے " عید میلاد النبی " کو " عید ظہور النبی " کے عنوان سے منائیں گے ؟!!! کیونکہ یہ تضاد ہر گز قابلِ قبول نہیں ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے لئے عید میلاد النبی کہا جائے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے جانشینوں کے لئے ظہور

یا نزول کہا جائے؟

ہر باشعور انسان بخوبی سمجھتا ہے کہ تمام حجج الٰہی نوع بشر سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بشر میں فطری طور پر ولادت کا سلسلہ رکھا ہے اور اس پر سب سے بہترین دلیل، احادیث ,زیارات اور دعاؤں میں بیان ہونے والا ان کا پاک نسب اور بہت سی روایات ہیں جن میں معصومین علیہم السلام کی ولادت باسعادت کے حالات و واقعات کا تذکرہ ہوا ہے۔

معصومین علیہم السلام کی ولادت سے متعلق احادیث و روایات

معصومین علیہم السلام کی ولادت سے متعلق روایات کو دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے؛ پہلی قسم میں وہ روایات واحادیث شامل ہیں جن میں معصومین علیہم السلام کی پاک و طاہر صلبوں اور رحموں سے ولادت کو بیان کیا گیا ہے؛ جبکہ دوسری قسم میں ایسی روایات و احادیث شامل ہیں جو معصومین علیہم السلام میں سے ہر ایک کی ولادت کے بارے میں بطورِ خاص نقل ہوئی ہیں۔

پاک صلبوں اور رحموں سے ولادت کے بارے احادیث

متعدد اور متواتر احادیث و زیارات میں معصومین علیہم السلام کی پاک و طاہر صلبوں اور رحموں سے ولادت کی تاکید ملتی ہے جیسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی زیارت میں یوں نقل ہوا ہے:

أَشْهَدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَّكَ كُنْتَ نُوراً فِي الْأَصْلَابِ الشَّامِخَةِ وَ الْأَرْحَامِ الْمُطَهَّرَةِ؛[1]

"یارسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ باعزت صلبوں اور پاکیزہ رحموں میں نور (کی صورت میں) تھے"۔

---

[1]. بحارالانوار (علامہ مجلسی): ج ۹۷ص ۱۸۷۔

بالکل یہی الفاظ امام حسینؑ کی زیارت میں بھی نقل ہوئے ہیں۔[۱]

اسی طرح امام جعفر صادقؑ نے اپنے صحابی صفوان کو امام حسینؑ کی جو زیارت تعلیم دی اُس میں فرمایا:

أَشْهَدُ أَنَّكَ كُنْتَ نُوراً فِي الْأَصْلَابِ الشَّامِخَةِ وَ الْأَرْحَامِ الْمُطَهَّرَةِ ؛[۲]

"میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ باعزت صلبوں اور پاکیزہ رحموں میں نور (کی صورت میں) تھے"۔

اسی حوالے سے پیغمبر اکرمﷺ نے ایک طولانی حدیث کے ضمن میں فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ خَلَقَنِي وَ عَلِيّاً وَ فَاطِمَةَ وَ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَخْلُقَ الدُّنْيَا بِسَبْعَةِ آلَافِ عَامٍ، قُلْتُ: فَأَيْنَ كُنْتُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: قُدَّامَ الْعَرْشِ نُسَبِّحُ اللَّهَ وَ نَحْمَدُهُ وَ نُقَدِّسُهُ وَ نُمَجِّدُهُ؛ قُلْتُ: عَلَى أَيِّ مِثَالٍ؟ قَالَ: أَشْبَاحُ نُورٍ، حَتَّى إِذَا أَرَادَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَخْلُقَ صُوَرَنَا صَيَّرَنَا عَمُودَ نُورٍ، ثُمَّ قَذَفَنَا فِي صُلْبِ آدَمَ، ثُمَّ أَخْرَجَنَا إِلَى أَصْلَابِ الْآبَاءِ وَ أَرْحَامِ الْأُمَّهَاتِ وَ لَا يُصِيبُنَا نَجَسُ الشِّرْكِ وَ لَا سِفَاحُ الْكُفْرِ ؛[۳]

"یقینا اللہ نے مجھے، علی کو، فاطمہ اور حسن و حسین کو دنیا کی خلقت سے سات ہزار سال پہلے خلق کیا؛ راوی نے پوچھا: یارسول اللہ، اُسوقت آپ کہاں تھے؟ فرمایا: عرش کے سامنے ہم اللہ کی تسبیح اور اُس کی حمد کر رہے تھے، ہم اُس کی تقدیس اور تمجید کر رہے تھے؛ راوی نے پوچھا: کس صورت میں؟ فرمایا: نورانی شئے کی صورت میں، پھر جب اللہ تعالی نے چاہا کہ وہ ہماری صورتوں کو خلق کرے تو اُس نے ہمیں نور کا ایک ستون بنا

---

[۱]. بحارالانوار (علامہ مجلسی) : ج ۹۸ ص ۲۰۰۔

[۲]. بحارالانوار (علامہ مجلسی) : ج ۹۸ ص ۲۶۰۔

[۳]. بحارالانوار (علامہ مجلسی) : ج ۱۵ ص ۷ ؛ مرآۃ العقول : ج ۵ ص ۱۸۸۔

دیا پھر ہمیں حضرت آدم کے صلب میں پھونک دیا، پھر ہمیں آباء کے صلبوں اور ماؤں کے رحموں سے نکالا، نہ ہمیں شرک کی نجاست نے چھوااور نہ کفر کی آلودگی نے"۔

مذکورہ زیارات و احادیث میں ائمہ معصومین علیہم السلام کی پاکیزہ صلبوں اور رحموں کے ذریعہ ولادت کی تاکید ہوئی ہے جو ان عظیم ہستیوں کے نزول و ظہور کے نظریہ کے خودساختہ اور باطل ہونے کی واضح دلیل ہے کیونکہ صلب و ارحام اور اولاد کا تعلق ولادت سے ہوتا ہے، نہ کہ ظہور ونزول سے؛ پس اگر نزول و ظہور کے نظریہ میں حقیقت ہوتی تو کبھی معصومین علیہم السلام کی زیارت میں اصلاب و ارحام کے الفاظ ہرگز استعمال نہ ہوتے۔

معصومین علیہم السلام کی ولادت کے بارے بطورِ خاص منقول احادیث

متعدد احادیث و روایات میں معصومین علیہم السلام کی ولادت کو صراحت کے ساتھ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ ہٹ دھرم انسان کے علاوہ کسی کے لئے انکار یا شک و تردید کی گنجائش باقی نہیں رہتی؛اس سلسلہ میں چند احادیث کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

پہلی حدیث: مفضل بن عمر نے امام صادق علیہ السلام سے حضرت فاطمہ علیہا السلام کی ولادت کے بارے یوں سوال کیا: كَيْفَ كَانَ وِلَادَةُ فَاطِمَةَ علیہا السلام ؟[1]

امام صادق علیہ السلام نے مفضل کے جواب میں حضرت خدیجہ علیہا السلام کی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے شادی کے بعض حالات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس شادی کے بعد مکہ کے عورتوں نے حضرت خدیجہ علیہا السلام سے منہ پھیر لیا اور کسی عورت کو آپ سے ملنا یا سلام کرنا گوارانہ تھا،مکہ کی عورتوں کا یہ رویہ حضرت خدیجہ علیہا السلام پر گراں گزرتا۔

پھر امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: فَلَمَّا حَمَلَتْ بِفَاطِمَةَ كَانَتْ فَاطِمَةُ علیہا السلام تُحَدِّثُهَا مِنْ

---

[1]. بحار الانوار (علامہ مجلسی): ج ۴۳ ص ۲؛ امالی (شیخ صدوق):۔

بَطْنِهَا وَ تُصَبِّرُهَا . . . فَلَمْ تَزَلْ خَدِيجَةُ ؑ عَلَى ذَلِكَ إِلَى أَنْ حَضَرَتْ وِلَادَتُهَا ... فَوَضَعَتْ فَاطِمَةَ ؑ طَاهِرَةً مُطَهَّرَةً؛

"جب خدیجہ ؑ کے شکم اطہر میں حضرت فاطمہ ؑ ہوئیں تو آپ اپنی ماں کے ساتھ شکم سے باتیں کرتیں اور انہیں تسلی دیتیں، حضرت خدیجہ ؑ اسی طرح رہیں یہاں تک کہ حضرت فاطمہ ؑ کی ولادت کا وقت آپہنچا، تو حضرت خدیجہ ؑ نے پاک و پاکیزہ فاطمہ کو جنم دیا"۔

دوسری حدیث: عَنْ حَبِيبٍ السِّجِسْتَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ع يَقُولُ وُلِدَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ ص بَعْدَ مَبْعَثِ رَسُولِ اللَّهِ بِخَمْسِ سِنِينَ.[1]

"حبیب سجستانی سے روایت ہے کہ میں نے امام باقر ؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: حضرت فاطمہ بنت محمد ؑ کی آنحضرت کی بعثت کے پانچویں سال ولادت ہوئی"۔

عجیب مرحلہ فکر ہے کہ امام باقر ؑ اور امام صادق ؑ، اپنی جدہ طاہرہ حضرت فاطمہ زہرا ؑ کے لئے ولادت کے الفاظ استعمال فرماتے ہیں جبکہ آج کے خودساختہ موالی ولادت کی بجائے نزول و ظہور پر تاکید کرتے ہیں!!!

اسی طرح ابن عباس کی روایت ہے:

لما ولدت فاطمة بنت النّبيّ صلّى اللّه عليه و سلّم: سمّاها المنصورة فنزل جبرائيل، فقال: اللّه يقرؤك السلام و يقرئ مولودك السّلام؛

"جب فاطمہ بنتِ نبی کی ولادت ہوئی تو آنحضرت نے اُن کا نام منصورہ رکھا تو جبرائیل نازل ہوئے اور کہا: اللہ آپ پر سلام کرتا ہے اور آپ کے مولود (پیدا ہونے والے بچے) پر

---

[1]. کافی (کلینی): ج۱ص۴۵۷۔

بھی سلام کرتا ہے"۔[1]

اس روایت کے مطابق ابن عباس صحابی نے بھی حضرت زہراؑ کے لئے ولادت کا لفظ استعمال کیا اور حضرت جبرائیل نے بھی جناب سیدہؑ کے لئے مولود کے لفظ کے ساتھ خدا کا سلام پہنچایا۔

تیسری حدیث: حضرت امام جعفر صادقؑ نے حضرت علیؑ کی ولادت کے اپنے ابا واجداد کے ذریعہ یوں روایت نقل فرمائی ہے:

أَتَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَسَدِ بْنِ هَاشِمٍ أُمُّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ؑ وَ كَانَتْ حَامِلَةً بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ تِسْعَةَ أَشْهُرٍ وَ كَانَ يَوْمَ التَّمَامِ قَالَ فَوَقَفَتْ بِإِزَاءِ الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَ قَدْ أَخَذَهَا الطَّلْقُ فَرَمَتْ بِطَرْفِهَا نَحْوَ السَّمَاءِ وَ قَالَتْ أَيْ رَبِّ إِنِّي مُؤْمِنَةٌ بِكَ وَ بِمَا جَاءَ بِهِ مِنْ عِنْدِكَ الرَّسُولُ وَ بِكُلِّ نَبِيٍّ مِنْ أَنْبِيَائِكَ وَ بِكُلِّ كِتَابٍ أَنْزَلْتَهُ وَ إِنِّي مُصَدِّقَةٌ بِكَلَامِ جَدِّي إِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ وَ إِنَّهُ بَنَى بَيْتَكَ الْعَتِيقَ فَأَسْأَلُكَ بِحَقِّ هَذَا الْبَيْتِ وَ مَنْ بَنَاهُ وَ بِهَذَا الْمَوْلُودِ الَّذِي فِي أَحْشَائِي الَّذِي يُكَلِّمُنِي وَ يُؤْنِسُنِي بِحَدِيثِهِ وَ أَنَا مُوقِنَةٌ أَنَّهُ إِحْدَى آيَاتِكَ وَ دَلَائِلِكَ لَمَّا يَسَّرْتَ عَلَيَّ وِلَادَتِي؛[2]

"امیر المومنین کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد بن ھاشم (خانہ کعبہ کے پاس) تشریف لائیں جبکہ آپ امیر المومنین کو نو مہینے سے اپنے بطن اطہر میں لئے ہوئے تھیں اور وہ دن مکمل ہو رہے تھے؛ فرمایا: حضرت فاطمہ بنت اسد خانہ کعبہ کے سامنے کھڑی ہو گئیں، آپ نے پردے کو پکڑا اور اس کے اطراف کو آسمان کی طرف اچھالا اور کہنے لگیں: اے رب،

---

[1]. اس روایت کو قاضی نور اللہ شستری نے اپنی کتاب إحقاق الحق وإزهاق الباطل (ج ۱۰ ص ۱۳۴) میں اہل سنت کی متعدد کتب سے نقل کیا ہے۔

[2]. امالی (شیخ طوسی): ص ۷۰۷؛ بحار الانوار (علامہ مجلسی): ج ۳۵ ص ۳۶۔

میں تجھ پر بھی ایمان رکھتی ہوں اور جو کچھ رسول تمہاری طرف سے لائے اُس پر بھی ایمان رکھتی ہوں، اور تمہارے بھیجے ہوئے ہر نبی پر اور تمہاری نازل کی ہوئی ہر کتاب پر ایمان رکھتی ہوں، میں اپنے جد ابراہیم خلیل کی بات کی تائید کرتی ہوں اور یہ کہ انہوں نے تمہارا گھر تعمیر کیا، پس میں اس گھر، اس کے بنانے والے اور اپنے شکم میں موجود اُس بچے کے واسطہ سے تجھ سے سوال کرتی ہوں جو میرے ساتھ باتیں کرتا ہے اور اپنی باتوں سے مجھے تسلی دیتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ بچہ تمہاری نشانیوں میں سے ایک نشانی اور تمہارے دلائل میں سے ایک دلیل ہے، کہ تو میرے لئے اس ولادت کو آسان بنادے"۔

اس روایت میں امام صادقؑ نے نہایت واضح الفاظ میں حضرت فاطمہ بنت اسدؑ کے شکم اطہر سے اپنے جد امجد کی ولادت باسعادت کا ذکر فرمایا ہے۔

چوتھی حدیث: حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

إِنَّ الْإِمَامَ لَيَسْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ فَإِذَا وُلِدَ خُطَّ بَيْنَ كَتِفَيْهِ ﴿وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقاً وَ عَدْلًا لا مُبَدِّلَ لِكَلِماتِهِ وَ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾؛[1]

"امام اپنی ماں کے شکم میں سنتا ہے، اور جب امام کی ولادت ہوتی ہے تو اُس کے کندھوں کے درمیان لکھا ہوتا ہے: ﴿وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقاً وَ عَدْلًا لا مُبَدِّلَ لِكَلِماتِهِ وَ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾"۔

اس حدیث مبارکہ میں امام صادقؑ نے تمام ائمہؑ کی ایک اہم خصوصیت کا ذکر کرتے ہوئے ولادت تصریح فرمائی ہے؛ اس کے بعد امام کے کسی ماننے والے کے لئے معصومینؑ کی ولادت سے انکار کی گنجائش کیسے رہتی ہے!!!

---

[1]. کافی (کلینی): ج ۱ ص ۳۸۷۔

ائمہ معصومینؑ کے باوفا اصحاب کی زبانی معصومینؑ کی ولادت کا تذکرہ

واضح رہے کہ ائمہ معصومینؑ کے حالات زندگی نقل کرنے والے اصحاب نے بھی اپنی زبان سے ہمیشہ معصومینؑ کی ولادت ہی کا تذکرہ کیا ہے اور کبھی ولادت کی بجائے نزول یا ظہور نہیں کہا جس سے واضح ہوتا ہے کہ معصومینؑ کے اصحاب بھی معصومینؑ کی ولادت ہی کا نظریہ رکھتے تھے۔

جیسا کہ سابقہ عنوان میں ذکر کی گئی روایات میں سے پہلی روایت کی ابتدا میں مفضل بن عمر نے جناب فاطمہؑ کے نزول یا ظہور جیسے الفاظ کے ساتھ سوال نہیں کیا بلکہ ولادت کے لفظ سے سوال پوچھا۔

اسی طرح ابوبصیر نے بیان کیا ہے: حَجَجْنَا مَعَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِؑ فِي السَّنَةِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا ابْنُهُ مُوسَىؑ ... ؛[1]

"ہم نے امام جعفر صادقؑ کے ساتھ سفرِ حج کیا۔ جس سال ان کے فرزند امام موسی کاظمؑ پیدا ہوئے..."۔

معصومینؑ کے اصحاب کے ان بیانات سے واضح ہے کہ وہ سب بھی معصومینؑ کی ولادت ہی کا نظریہ رکھتے تھے۔

۔

[1]. کافی (کلینی): ج ۱ ص ۳۸۶۔

نظریہ ظہور و نزول کے دلائل پر تحقیق

ذیل میں معصومین علیہم السلام کے ظہور یا نزول کے نظریہ سے متعلق بنیادی دلائل پر مختصر طور پر تجزیہ و تحلیل پیش کرتے ہیں۔

ظہور یا نزول کے دلائل کا خلاصہ

معصومین علیہم السلام کی ولادت کی بجائے ظہور یا نزول کے قائل افراد اپنے نظریہ کے چند دلائل پیش کرتے ہیں جنہیں مندرجہ ذیل نکات میں خلاصہ کیا جا سکتا ہے:

۱): ائمہ معصومین علیہم السلام انسانی نوع سے نہیں ہیں بلکہ نوری مخلوق ہیں اور نور کی ولادت نہیں ہوتی بلکہ نزول یا ظہور ہوتا ہے۔

۲): قرآن مجید کی بعض آیات میں نور کے نزول کا تذکرہ ہوا ہے جبکہ احادیث میں نور سے مراد معصومین علیہم السلام ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ معصومین کی ولادت نہیں ہوتی اور نہ ہی ان کے دنیا میں آنے کے لئے ظاہری اسباب کی ضرورت ہوتی ہے۔

۳): ائمہ معصومین علیہم السلام اس دنیا کی خلقت سے پہلے موجود تھے، پس دنیا میں ان کی پیدائش کو قبول نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس دنیا میں اُن کے سابقہ وجود کا نزول یا ظہور ہوا ہے۔

۴): معصومین سے محبت اور اُن کے احترام کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے لئے ولادت

جیسے الفاظ استعمال کرنے کی بجائے نزول یا ظہور سے مؤدب الفاظ استعمال کئے جائیں۔

۵) : امام زمانہؑ کی ولادت کے وقت کے حالات اور جناب نرجس خاتون کے جسم میں حمل کے آثار کا ظاہر نہ ہونا بھی ائمہ علیہم السلام کے نزول یا ظہور کی تائید ہے۔

واضح رہے معصومین علیہم السلام کے نزول یا ظہور کے قائل افراد کے پاس مذکورہ بالا نکات کے علاوہ کوئی ایسی واضح دلیل نہیں ہے جس سے ان ذواتِ مقدسہ کی ولادت کی نفی اور ظہور یا نزول کا نظریہ ثابت ہوتا ہو۔

لہٰذا ہم آئندہ صفحات میں مذکورہ بالا دلائل کو تحقیق کی کسوٹی پر پرکھتے ہوئے عقل و انصاف کے ترازو پر تولیں گے تاکہ معلوم ہو جائے یہ دلائل کس حد تک مستحکم اور قابلِ قبول ہیں۔

پہلی دلیل: معصومین علیہم السلام کی نورانی خلقت

ائمہ معصومین علیہم السلام کے لئے ولادت کی بجائے نزول و ظہور کے قائلین کی پہلی دلیل معصومین علیہم السلام کی نورانی خلقت ہے۔ اُن کے بقول چونکہ معصومین علیہم السلام کی حقیقت نور ہے لہٰذا نور کی ولادت نہیں ہوتی بلکہ ظہور یا نزول ہی ہوتا ہے۔

کوئی شک نہیں ہے کہ قرآن مجید اور احادیثِ معصومین علیہم السلام میں ان ذواتِ مقدسہ کے لئے لفظِ نور کا اطلاق ہوا ہے لیکن اس حقیقت کو بہانہ بناتے ہوئے ائمہ معصومین علیہم السلام کو نہ ہی انسانوں سے الگ مخلوق ثابت کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان معصوم ہستیوں کی ولادت کا انکار کرتے ہوئے نزول یا ظہور جیسے خود ساختہ نظریات پر دلیل قائم کی جا سکتی ہے؛ کیونکہ:

اول: جس طرح قرآن و احادیث میں معصومین علیہم السلام کے وجود کے نورانی پہلو کی حقیقت بیان ہوئی ہے اُسی طرح معصومین علیہم السلام کے وجود کے جسمانی پہلو پر بھی تاکید کی گئی

ہے چنانچہ پیغمبر اکرم ﷺ نے الٰہی حکم کے تحت اپنی بشریت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَى إِلَيَّ﴾؛[1]

"کہد یجیے: میں تم ہی جیسا ایک انسان ہوں مگر میری طرف وحی آتی ہے"۔

اس آیت مبارکہ میں جہاں پیغمبر اکرم ﷺ کے اپنے ظاہری وجود کے اعتبار سے دوسرے انسانوں کی طرح بشر ہونے پر تاکید کی گئی ہے وہاں بشریت کے اعلان کے فورا بعد وحی کا تذکرہ کرتے ہوئے اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ آپ روحانی پہلو کے اعتبار سے خدا کی نورانیت سے متصل ہیں اور وحی دریافت کرتے ہیں۔[2]

اسی طرح انبیائے ماسبق (نوح، عاد اور ثمود) بھی اپنی بشریت پر یوں تاکید کرتے رہے:

﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ

---

[1]. سورہ کہف: آیت ۱۱۰؛ سورہ فصلت: آیت ٦۔

[2]. مخفی نہ رہے کہ بعض قرآنی آیات سے اس حقیقت کی طرف رہنمائی ملتی ہے کہ الٰہی رہبروں کی صرف بشریت پر تاکید کرنا اور اُن کے نورانی پہلو کو نظرانداز کرنا کافروں کا شیوہ ہے؛ چنانچہ سورہ مومنون میں حضرت نوح کی قوم کے بارے ارشاد ہوا: ﴿فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُرِيدُ أَنْ يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ...﴾ "ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا: یہ تو بس تم جیسا بشر ہے، جو تم پر اپنی بڑائی چاہتا ہے ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا: یہ تو بس تم جیسا بشر ہے، جو تم پر اپنی بڑائی چاہتا ہے" (سورہ مومنون: آیت ۲۴)؛ نیز اسی سورہ کی آیت ۳۳ میں ارشاد ہوا: ﴿ وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ﴾" اور ان کی قوم کے کافر سرداروں نے جو آخرت کی ملاقات کی تکذیب کرتے تھے اور جنہیں ہم نے دنیاوی زندگی میں آسائش فراہم کر رکھی تھی کہا: یہ تو بس تم جیسا بشر ہے، وہی کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور وہی پیتا ہے جو تم پیتے ہو"۔

عِبَادِہٖ﴾؛[1]

"ان کے رسولوں نے ان سے کہا: بیشک ہم تم جیسے بشر ہیں لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے"۔

مذکورہ بالا آیات سے واضح ہے کہ معصومین علیہم السلام بھی جسمانی اعتبار سے دوسرے انسانوں کی طرح انسان ہیں لیکن روحانی اور معنوی اعتبار سے نور ہیں۔

واضح رہے کہ انبیائے ماسبق کی اقوام کے ذہنوں کی اختراع تھی کہ وہ الٰہی عہدے (نبوت و رسالت) کو بشریت سے متضاد سمجھتے تھے اور گویا اس بات کے قائل تھے کہ انسانوں کی ہدایت کے ذمہ دار الٰہی نمائندے کو انسانوں سے الگ مخلوق ہونا چاہیے یہی وجہ ہے کہ وہ انبیاء پر اعتراض کرتے کہ تم بھی ہمارے جیسے بشر ہو، انسانوں ہی کی طرح کھاتے بھی ہو، پیتے بھی ہو، راستے میں چلتے بھی ہو پھر الٰہی نمائندے کیسے ہو سکتے ہو؟!

عام لوگوں کی اسی غلط فکر کی نفی کرتے ہوئے انبیائے کرام علیہم السلام نے اس حقیقت کو واضح کرنا چاہا کہ بشریت اور الٰہی عہدے (نبوت، رسالت یا امامت) میں کوئی تضاد نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ خدا نے ہمیں بشر ہونے کے باوجود الٰہی عہدے سے نوازا، یہ اور بات ہے کہ جس بشر کو الٰہی عہدہ اور ہدایت کی ذمہ داری سونپی جائے گی وہ روحانی اور معنوی یا حتی جسمانی اعتبار سے بھی بالکل عام انسانوں جیسا نہ ہوگا بلکہ انسانوں میں بلند ترین صفات و کمالات کا مالک ہوگا۔

اس بنا پر معصومین علیہم السلام کی نورانی حقیقت کو اُن کے نزول یا ظہور کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا بلکہ وہ بشر ہونے کے اعتبار سے بلند ترین انسانی صفات کے ساتھ فطری انسانوں ہی کی طرح دنیا میں تشریف لائے۔

---

[1]. سورہ ابراہیم: آیت ۱۱۔

دوم: نزول یا ظہور کے قائل افراد حقیقت میں اس نکتہ سے غافل ہیں کہ معصومینؑ کی نورانیت پر مبنی روایات و احادیث سے ان ہستیوں کی نوری حقیقت مراد لی گئی ہے، نہ کہ اُن کا جسمانی وجود۔

دوسرے لفظوں میں معصومینؑ کی نوری تخلیق کائنات کی خلقت سے بہت پہلے ہوئی لیکن اس نور کو جسمانی پیکر میں انسانوں ہی کی طرح دنیا میں بھیجا گیا، چنانچہ مشہور تاریخوں میں (جیسے ۱۷ ربیع الاول کو پیغمبر اکرمؐ اور امام صادقؑ، ۱۳ رجب کو حضرت علیؑ) معصومین کی ولادت ہوئی اور انہوں نے دوسرے انسانوں کے ساتھ عام انسانوں ہی کی طرح زندگی گزاری۔

روایات و احادیث میں معصومینؑ کی نورانی خلقت کا بکثرت ذکر ہوا ہے:

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي؛[1]

"اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو خلق کیا"۔

جابر نے نقل کیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي ابْتَدَعَهُ مِنْ نُورِهِ وَ اشْتَقَّهُ مِنْ جَلَالِ عَظَمَتِهِ؛[2]

"اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو خلق کیا، اُس نور کی ابتدا اپنے نور سے کی، اور اُسے اپنے جلال و عظمت سے جدا کیا"۔

امام باقرؑ نے جابر سے فرمایا: يَا جَابِرُ إِنَّ اللَّهَ أَوَّلَ مَا خَلَقَ خَلَقَ مُحَمَّداً وَ

---

[1]. عوالی اللئالی (ابن ابی جمہور احسائی): ج ۴ ص ۹۹؛ مرآۃ العقول (محمد باقر مجلسی): ج ۱ ص ۳۱؛ بحار الانوار (علامہ مجلسی): ج ۱۵ ص ۲۴۔

[2]. بحار الانوار (علامہ مجلسی): ج ۱۵ ص ۲۴۔

عِتْرَتَهُ الْهُدَاةَ الْمُهْتَدِينَ فَكَانُوا أَشْبَاحَ نُورٍ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ؛[1]

"اے جابر! یقیناً اللہ نے سب سے پہلے جسے خلق کیا وہ محمد اور اُن کی عترت ہیں، جو ہدایت دینے والے اور ہدایت پر ہیں، اُسوقت وہ اللہ کے سامنے نور کے سائے تھے"۔

اسی طرح روایات و احادیث میں چھان بین کرنے سے یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ معصومین کے لئے آیات و روایات میں لفظ نور سے مراد ان معصوم ہستیوں کی ارواح مقدسہ ہیں جو جسمانی پیکر میں ہیں۔

اسی لئے رسول خداﷺ نے ارشاد فرمایا: أول ما خلق اللّه روحي؛[2]

"اللہ نے سب سے پہلے میری روح کو خلق کیا"۔

نیز فرمایا: خلق الله روحي و روح علي بن أبي طالب قبل أن يخلق الله الخلق بألفي ألف عام؛[3]

"اللہ نے میری اور علی بن ابی طالب کی روح کو تمام مخلوقات کی خلقت سے دو کروڑ سال پہلے خلق کیا"۔

واضح رہے کہ مذکورہ بالا احادیث میں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ سب ایک ہی حقیقت کی طرف اشارہ ہیں کہ اللہ تعالی نے جس چیز کو سب سے پہلے خلق کیا وہ معصومینؑ کی نورانی ارواح ہیں۔

اس بنا پر کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ معصومینؑ کی حقیقت نور ہے لیکن اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں ہے کہ ان کا دنیاوی وجود بشری اور جسمانی پیکر

---

[1]. بحار الانوار (علامہ مجلسی): ج ۱۵ ص ۲۵۔

[2]. الوافی (فیض کاشانی): ج ۳ ص ۶۳۲؛ مرآۃ العقول (محمد باقر مجلسی): ج ۲۵ ص ۲۲۴۔

[3]. عوالی اللئالی (ابن ابی جمہور احسائی): ج ۴ ص ۱۲۴۔

میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے ایک جگہ پیغمبرﷺ کو نور کہا ہے تو دوسری جگہ بشر؛ چنانچہ آنحضرتﷺ کی نورانیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ﴾[1]

"اللہ نے سب سے پہلے میری روح کو خلق کیا"۔

اور بشریت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَى إِلَيَّ﴾[2]

"کہدیجئے کہ میں تمہارے جیسا ہی ایک بشر ہوں مگر میری طرف وحی آتی ہے"۔

اس بنا پر واضح ہے کہ معصومینؑ اگرچہ اپنی نورانی خلقت کی بنا پر حقیقت میں نور ہیں لیکن یہی نور انسانیت کی ہدایت کے لئے بشری پیکر میں قرار دیا گیا۔

ائمہ معصومینؑ اپنے نورانی پہلو کے اعتبار سے خدا کے ساتھ روحانی تعلق برقرار کرتے ہیں تاکہ اُس کے احکام واوامر کو کماحقہ درک کر سکیں اور جسمانی پہلو کے اعتبار سے وہ انسانوں اور دیگر مخلوقات سے رابطہ برقرار کرتے ہیں تاکہ انہیں پروردگار کے احکامات سے آگاہ کر سکیں۔

یہی وجہ ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ خَلَقَنَا مِنْ نُورِ عَظَمَتِهِ، ثُمَّ صَوَّرَ خَلْقَنَا مِنْ طِينَةٍ مَخْزُونَةٍ مَكْنُونَةٍ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ فَأَسْكَنَ ذَلِكَ النُّورَ فِيهِ فَكُنَّا نَحْنُ خَلْقاً وَ بَشَراً نُورَانِيِّينَ لَمْ يَجْعَلْ لِأَحَدٍ فِي مِثْلِ الَّذِي خَلَقَنَا مِنْهُ نَصِيباً وَ خَلَقَ أَرْوَاحَ شِيعَتِنَا مِنْ طِينَتِنَا وَ أَبْدَانَهُمْ مِنْ طِينَةٍ مَخْزُونَةٍ مَكْنُونَةٍ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ الطِّينَةِ وَ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لِأَحَدٍ فِي مِثْلِ الَّذِي خَلَقَهُمْ مِنْهُ

---

[1]. سورہ مائدہ: آیت ۱۵۔

[2]. سورہ کہف: آیت ۱۱۰۔

نَصِيباً إِلَّا لِلْأَنْبِيَاءِ وَ لِذلِكَ صِرْنَا نَحْنُ وَ هُمُ النَّاسَ وَ صَارَ سَائِرُ النَّاسِ هَمَجٌ- لِلنَّارِ وَ إِلَى النَّارِ؛[1]

"یقیناً اللہ نے ہمیں (ارواح کو) اپنی عظمت کے نور سے خلق کیا، پھر عرش کے نیچے مکنون و مخزون طینت (مٹی) سے ہماری خلقت کی تصویر بنائی اور پھر وہ نور اُس طینت میں قرار دیا تو ہم مخلوق اور نورانی بشر ہوئے اور خدا نے کسی کو ہمارے جیسی خلقت نصیب نہ کی اور ہمارے شیعوں کی ارواح کو ہماری طینت سے خلق کیا اور اُن کے بدن کو ہماری مٹی کے نیچے چھپی ہوئی مٹی سے خلق کیا اور خدا نے انبیاء کے علاوہ کسی کو اُن جیسی خلقت نصیب نہیں کی، یہی وجہ ہے کہ ہم اور وہ (ہمارے شیعہ) انسان بنے اور دوسرے سب لوگ جہنم کے خس و خاشاک اور جہنم کی طرف جانے والے قرار پائے۔

اسی طرح پیغمبر اکرم نے خطبہ غدیر میں اپنے اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے نورانی وجود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

مَعاشِرَالنّاس، النُّورُ مِنَ الله عَزّوَجَلّ مَسْلوكٌ فِي، ثُمّ فى عَلِى بْن أَبى طالِبٍ، ثُمّ فِى النّسْلِ مِنْهُ إِلَى الْقائِمِ الْمَهْدِى الّذى يَأْخُذُ بِحَقِّ الله وَ بِكُلّ حَقّ هُوَ لَنا، لاِنّ الله عَزّوَجَلّ قَدْ جَعَلَنا حُجّةً عَلَى الْمُقَصِّرينَ وَالْمعانِدينَ وَالْمخالِفينَ وَالْخائِنين وَالْآثِمينَ وَالظّالِمينَ وَالْغاصِبينَ مِنْ جَميعِ الْعالَمينَ؛

"اے لوگو! اللہ تعالی کی طرف سے نور میرے (جسم کے) اندر روان ہے، پھر علی میں، پھر علی کی نسل سے اُس قائم مہدی تک (وہی نور روان ہے) جو خدا اور ہمارا ہر حق وصول کرے گا، کیونکہ اللہ تعالی نے ہمیں تمام جہانوں کے مقصروں، معاندوں، مخالفوں، خائنوں، گنہگاروں، ظالموں اور غاصبوں پر حجت قرار دیا ہے"۔

---

[1]. کافی (کلینی) : ج۱ص۸۹۔

مذکورہ بالا آیات و روایات سے واضح ہوا کہ معصومین علیہم السلام کے لئے لفظ نور سے مراد ان معصوم ہستیوں کی ارواح مقدسہ ہیں جو جسمانی پیکر میں ہیں؛ لہٰذا اگر ائمہ معصومین علیہم السلام کی روح کی طرف اشارہ مقصود ہو تو نور کا لفظ استعمال ہو گا اور اگر اُن کے جسم یا بدن کی طرف اشارہ ہو تو انسان یا بدن ہی کے الفاظ استعمال ہوں گے۔

پس معصومین علیہم السلام کی ولادت کے ایام میں اگر کوئی شخص لفظ ولادت استعمال کرے تو اس کا اشارہ معصومین علیہم السلام کے جسمانی وجود کی طرف ہو گا لیکن جو کوئی ولادت کی بجائے ظہور کا لفظ استعمال کرے تو وہ ظہور سے معصومین کا جسمانی وجود مراد نہیں لے سکتا بلکہ ظہور کے لفظ سے معصومین علیہم السلام کی ارواح اور اُن کے صرف روحانی اور نوری وجود کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے۔

لیکن یہاں اس نکتہ کی طرف توجہ ضروری ہے کہ ہمارے معاشرے میں معصومین علیہم السلام کی ولادت کے جو ایام منائے جاتے ہیں وہ ان ذواتِ مقدسہ کی ارواح اور نورانی وجود کی مناسبت سے نہیں منائے جاتے بلکہ جسمانی وجود کی دنیا میں آمد کی مناسبت سے منائے جاتے ہیں اس لئے ان ایام میں ظہور یا نزول جیسے الفاظ استعمال کرنے کی بجائے ولادت کا لفظ استعمال کرنا مناسب ہے۔

دوسری دلیل: قرآن مجید میں نور کے نزول کا تذکرہ

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے نور کے نزول کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ

﴿وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾[1]

"جو لوگ اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی امی کہلاتے ہیں جن کا ذکر وہ اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ انہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور پاکیزہ چیزیں ان کے لیے حلال اور ناپاک چیزیں ان پر حرام کرتے ہیں اور ان پر لدے ہوئے بوجھ اور (گلے کے) طوق اتارتے ہیں، پس جو ان پر ایمان لاتے ہیں ان کی حمایت اور ان کی مدد اور اس نور کی پیروی کرتے ہیں جو ان کے ساتھ نازل کیا گیا ہے، وہی فلاح پانے والے ہیں"۔

اس آیتِ مبارکہ میں پیغمبر اکرمﷺ کے ساتھ نازل ہونے والے نور کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے؛ چنانچہ آئمہ معصومین علیہم السلام کے ظہور و نزول کے نظریہ کے طرفدار حضرات اس آیت مبارکہ میں آئمہ علیہم السلام کا نور مراد لیتے ہیں اور پھر معصومین علیہم السلام کی ولادت کا انکار کرتے ہوئے ظہور و نزول جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

لیکن یہ لوگ دانستہ یا نادانستہ طور پر اس حقیقت سے غافل ہیں کہ تمام شیعہ و سنی مفسرین و علماء کا بیان ہے کہ یہاں نور سے مراد قرآن مجید ہے جو رسول اللہﷺ کے ساتھ ہدایت کے لئے نازل کیا گیا، جیسا کہ پروردگار نے خود ہی ارشاد فرمایا:

﴿كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ﴾[2]

"لوگ ایک ہی دین (فطرت) پر تھے، (ان میں اختلاف رونما ہوا) تو اللہ نے بشارت دینے والے اور تنبیہ کرنے والے انبیاء بھیجے اور ان کے ساتھ برحق کتاب نازل

---

[1]. سورہ اعراف: آیت ۱۵۷

[2]. سورہ بقرہ: آیت ۲۱۳

کی تا کہ وہ لوگوں کے درمیان ان امور کا فیصلہ کریں جن میں وہ اختلاف کرتے تھے"۔

اور اگر یہاں تاویل کے طور پر نور سے آئمہ معصومین علیہم السلام مراد بھی ہیں تو وہ اس اعتبار سے کہ معصومین علیہم السلام قرآن مجید کی جیتی جاگتی تفسیر (قرآن ناطق اور عملی قرآن) ہیں؛ پس اس آیت کو دلیل بناتے ہوئے ائمہ معصومین علیہم السلام کی ولادت کا انکار کیسے کیا جاسکتا ہے؟!!!

تیسری دلیل: معصومین علیہم السلام کا دنیاوی خلقت سے پہلے موجود ہونا

ائمہ معصومین علیہم السلام کے نزول و ظہور کے قائلین کے مطابق چونکہ یہ ہستیاں اپنی جسمانی ولادت یا حتی شکمِ مادر میں آنے سے بہت پہلے، بلکہ کائنات کی دیگر تمام مخلوقات سے پہلے موجود تھیں لہٰذا اُن کی ولادت کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا بلکہ اُن کی سابقہ خلقت کا نزول یا ظہور ہوتا ہے۔

یہ دلیل چند پہلوؤں سے باطل ہے:

اول: کوئی شک نہیں ہے کہ معصومین علیہم السلام کی خلقت کائنات کی دیگر تمام اشیاء کی خلقت سے پہلے ہوئی لیکن یہ خلقت جسمانی نہیں تھی بلکہ نورانی تھی؛ جبکہ ہم اسلامی کیلنڈر کے مطابق معصومین علیہم السلام کی جو تاریخیں مناتے ہیں وہ اُن کی نورانی خلقت کی نہیں ہیں بلکہ اُس جسمانی پیکر کی ہیں جسے اللہ تعالی نے فطری طرز سے دنیا میں پیدا کیا۔

اس بنا پر معصومین علیہم السلام کے جسمانی پیکر کی ولادت کے لئے نورانی خلقت کی بنا پر نزول یا ظہور کے الفاظ استعمال کرنا صحیح نہیں۔

دوم: معصومین علیہم السلام نے اپنی نورانی خلقت کا ذکر کرتے ہوئے اپنے شیعوں کی خلقت کا بھی ذکر کیا ہے، چنانچہ فرمایا: شیعتنا خلقوا من فاضل طینتنا؛

"ہمارے شیعہ، ہماری بچی ہوئی طینت سے خلق کئے گئے"۔

ایک روایت کے مطابق امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف نے اپنی ایک دعا میں فرمایا:

إِنَّ شِيعَتَنَا خُلِقَتْ مِنْ شُعَاعِ أَنْوَارِنَا وَ بَقِيَّةِ طِينَتِنَا؛[1]

"یقینا ہمارے شیعہ، ہمارے انوار کی شعاع اور ہماری بچی ہوئی طینت سے خلق کئے گئے"۔

ایسی روایات کے پیش نظر معصومین علیہم السلام کے ظہور و نزول کے قائل افراد، کیا عام شیعوں کے لئے بھی ولادت کی بجائے نزول و ظہور کے الفاظ استعمال کریں گے؟!!!

سوم: اگر دنیاوی خلقت سے پہلے ائمہ معصومین علیہم السلام کا موجود ہونا اُن کے نزول یا ظہور کی دلیل ہے تو پھر عام انسانوں کے بھی نزول یا ظہور ہی کا نظریہ اپنانا پڑے گا کیونکہ قرآنی تعلیمات کے مطابق تمام بنی آدم دنیاوی خلقت سے پہلے "عالمِ زر" میں موجود تھے اور اللہ تعالی نے اُن سے "عہد الست" لیا تھا۔[2]

اس بناپر واضح ہے کہ ائمہ معصومین علیہم السلام کی ارواح یا نور کا کائنات کی خلقت سے پہلے خلق ہونا ہرگز اُن کے ظہور یا نزول کی دلیل نہیں ہے؛ بلکہ ان کا یہ نور ماں کے بطن سے گزر کر اس دنیا میں جسمانی پیکر میں آتا ہے۔

چوتھی دلیل: معصومین علیہم السلام کی محبت اور احترام کا تقاضا

بعض سادہ لوح مومنین اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ اپنی عقیدت و محبت کی بناپر یہ خیال کرتے ہیں کہ اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ محبت اور احترام کا تقاضا یہ ہے کہ اُن کے لئے ولادت کی بجائے ظہور یا نزول کے الفاظ استعمال کئے جائیں۔

---

[1]. بحار الانوار (علامہ مجلسی): ج ۵۳ ص ۳۰۲۔

[2]. رجوع کریں: سورہ اعراف: آیت ۱۷۲؛ سورہ یس: آیت ۶۰۔

ایسے سادہ لوح مومنین کو اس بات کی طرف متوجہ رہنا چاہیے کہ ہمیں اپنی عقیدت و احترام کو بنیاد بناتے ہوئے فطری حقائق کو بدلنے یا انحرافی نظریات پیش کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

کیا کوئی مومن اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ ائمہ معصومین علیہم السلام کو اپنے آبا و اجداد سے ہماری نسبت کہیں زیادہ محبت تھی؟! جب یہ بات طے ہے کہ ائمہ معصومین علیہم السلام کو اپنے آبا و اجداد سے ہماری نسبت کہیں زیادہ محبت بھی تھی اور وہ احترام کا لحاظ بھی رکھتے تھے لیکن اس کے باوجود امام باقر علیہ السلام نے اپنی جدہ طاہرہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے لئے ولادت کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا:

لَمَّا وُلِدَتْ فَاطِمَةُ عليها السلام أَوْحَى اللَّهُ إِلَى مَلَكٍ فَأَنْطَقَ بِهِ لِسَانَ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله فَسَمَّاهَا فَاطِمَةَ.[1]

"جب حضرت فاطمہ علیہا السلام کی ولادت ہوئی تو اللہ نے ایک فرشتے کو وحی کی جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کی زبان پر جملات جاری کئے تو آنحضرت نے آپ کا نام فاطمہ رکھا"۔

امام صادق علیہ السلام کو اپنے جد امجد حضرت علی علیہ السلام سے ہماری نسبت کہیں زیادہ محبت تھی اور آپ کا احترام ہماری نسبت کہیں زیادہ تھا؟! لیکن اس کے باوجود آنحضرت علیہ السلام نے امیر المومنین علیہ السلام کے لئے ولادت کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا:

ولد علي فی جوف الكعبة؛

"حضرت علی علیہ السلام کی کعبہ کے عین درمیان میں ولادت ہوئی"۔

---

[1]. کافی (کلینی): ج ۱ ص ۴۵۷۔

پانچویں دلیل: بعض معصومین علیہم السلام کی مخفی طرزِ ولادت

بعض افراد، ائمہ معصومین علیہم السلام کے ظہور و نزول کی دلیل کے طور پر بعض انبیاء اور ائمہ علیہم السلام کی مخفی طرزِ ولادت کو دلیل بناتے ہیں؛ جیسے حضرت عیسی علیہ السلام کی ولادت کے واقعہ میں حضرت مریم علیہا السلام کا لوگوں کے درمیان رہنے کے باوجود کسی شخص کا بچے کی ولادت کے آثار کی طرف متوجہ نہ ہونا، یا حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی ولادت کے آثار کا نہ ہونا[1]۔

واضح رہے کہ اس مسئلہ میں چند معصومین علیہم السلام کی مثالیں پیش کرکے اسے ایک قاعدہ کلیہ کے طور پر پیش کرتے ہوئے سب معصومین علیہم السلام پر تطبیق دینا علمی اصطلاح میں استقراء ناقص پر مبنی ہے جسے قبول نہیں کیا جاسکتا۔

نیز حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی ولادت کے دور کے حالات سے واقف کسی بھی شخص کے لئے یہ اندازہ لگانا ہرگز مشکل نہیں ہے کہ اُسوقت کے مخصوص حالات کا تقاضا یہ تھا کہ ان معصومین علیہم السلام کی ولادت مخفی طور پر ہو، لہٰذا اسے معصومین علیہم السلام کی فطری ولادت سے انکار کی دلیل قرار نہیں دیا جاسکتا۔

نیز یہ کہ دیگر معصومین علیہم السلام کی ولادت سے پہلے کے آثار کے بارے اسلامی منابع میں متعدد روایات نقل ہوئی ہیں، لہٰذا بعض معصومین علیہم السلام کی استثنائی طرزِ ولادت کو تمام معصومین علیہم السلام کی فطری ولادت سے انکار کی دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

---

[1]. چنانچہ جناب حکیمہ خاتون نے امام مہدی ع کی ولادت کے وقت جناب نرجس خاتون میں حمل کے آثار نہ ہونے کا ذکر کرتے ہوئے کہا: فَتَأَمَّلْتُهَا، فَلَمْ أَرَ فِيهَا أَثَرَ الْحَمْلِ؛ (بحار الانوار: ج۵۱ ص۲۶)۔

چھٹی دلیل: امام مہدیؑ کی ولادت سے متعلق بحار الانوار کی روایت

بحار الانوار میں جناب حکیمہ خاتون کا امام حسن عسکریؑ سے امام مہدیؑ کی ولادت کے حوالے سے ایک مکالمہ روایت کی صورت میں یوں نقل ہوا ہے:

قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ حَمْدَانَ وَ حَدَّثَنِي مَنْ أَثِقُ إِلَيْهِ مِنَ الْمَشَايِخِ عَنْ حَكِيمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الرِّضَاؑ قَالَ: كَانَتْ تَدْخُلُ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍؑ فَتَدْعُو لَهُ أَنْ يَرْزُقَهُ اللَّهُ وَلَداً، وَ أَنَّهَا قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ كَمَا أَقُولُ، وَ دَعَوْتُ كَمَا أَدْعُو؛ فَقَالَ: يَا عَمَّةُ! أَمَا إِنَّ الَّذِي تَدْعِينَ اللَّهَ أَنْ يَرْزُقَنِيهِ يُولَدُ فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ، وَ كَانَتْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ لِثَلَاثٍ خَلَوْنَ مِنْ شَعْبَانَ سَنَةَ سَبْعٍ وَ خَمْسِينَ وَ مِائَتَيْنِ، فَاجْعَلِي إِفْطَارَكِ مَعَنَا؛ فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِي مِمَّنْ يَكُونُ هَذَا الْوَلَدُ الْعَظِيمُ؟ فَقَالَ لِي ع مِنْ نَرْجِسَ يَا عَمَّةُ. قَالَ فَقَالَتْ لَهُ: يَا سَيِّدِي مَا فِي جَوَارِيكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهَا وَ قُمْتُ وَ دَخَلْتُ إِلَيْهَا وَ كُنْتُ إِذَا دَخَلْتُ فَعَلَتْ بِي كَمَا تَفْعَلُ، فَانْكَبَبْتُ عَلَى يَدَيْهَا فَقَبَّلْتُهُمَا وَ مَنَعْتُهَا مِمَّا كَانَتْ تَفْعَلُهُ، فَخَاطَبَتْنِي بِالسِّيَادَةِ فَخَاطَبْتُهَا بِمِثْلِهَا، فَقَالَتْ لِي فَدَيْتُكِ فَقُلْتُ لَهَا أَنَا فِدَاكِ وَ جَمِيعُ الْعَالَمِينَ، فَأَنْكَرَتْ ذَلِكِ، فَقُلْتُ لَهَا: لَا تُنْكِرِينَ مَا فَعَلْتُ، فَإِنَّ اللَّهَ سَيَهَبُ لَكِ فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ غُلَاماً سَيِّداً فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ هُوَ فَرَجُ الْمُؤْمِنِينَ فَاسْتَحْيَتْ فَتَأَمَّلْتُهَا فَلَمْ أَرَ فِيهَا أَثَرَ الْحَمْلِ فَقُلْتُ لِسَيِّدِي أَبِي مُحَمَّدٍ ع مَا أَرَى بِهَا حَمْلًا، فَتَبَسَّمَ ع ثُمَّ قَالَ: إِنَّا مَعَاشِرَ الْأَوْصِيَاءِ لَسْنَا نُحْمَلُ فِي الْبُطُونِ وَ إِنَّمَا نُحْمَلُ فِي الْجَنْبِ وَ لَا نَخْرُجُ مِنَ الْأَرْحَامِ وَ إِنَّمَا نَخْرُجُ مِنَ الْفَخِذِ الْأَيْمَنِ مِنْ أُمَّهَاتِنَا لِأَنَّنَا نُورُ اللَّهِ الَّذِي لَا تَنَالُهُ الدَّانِسَاتُ؛[1]

"حسین بن حمدان نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے اساتید میں سے اُس نے حدیث بیان

[1]. بحار الانوار (علامہ مجلسی): ج ۵۱ ص ۲۵، ۲۶۔

کی ہے جس پر مجھے اطمینان ہے اور اُس نے محمد بن علی الرضا (یعنی امام جوادؑ) کی بیٹی حکیمہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ امام حسن عسکریؑ کے پاس جاتیں تو دعا کرتیں کہ اللہ انہیں اولاد عطا کرے؛ اور خود حکیمہ خاتون نے بیان کیا ہے: میں امام عسکری کے پاس گئیں اور جیسے آپ کے ساتھ بات کرتی اور دعا دیتی تھی ویسے ہی بات کی اور دعا دی؛ امام نے فرمایا: اے پھوپھی جان، یہ جو آپ اللہ سے دعا کرتی ہیں کہ وہ مجھے عطا کرے اُس کی اِسی رات ولادت ہو گی، وہ سنہ ۲۵۷ ہجری کے شعبان کے مہینے جمعہ کی رات تھی؛ (امام نے جناب حکیمہ سے فرمایا) لہٰذا آج ہمارے ساتھ افطار کریں؛ میں نے عرض کی: اے میرے سردار، یہ عظیم بچہ کس سے ہو گا؟ فرمایا: اے پھوپھی، نرجس سے ہو گا۔ جناب حکیمہ نے امام سے عرض کی: اے میرے سردار، جو آپ کے ارد گرد ہے وہ مجھے بہت عزیز ہے، پھر میں کھڑی ہوئی اور جناب نرجس کے پاس گئ تو وہ میرے ساتھ ویسے ہی پیش آئیں جیسے ہمیشہ ملتی تھیں، پھر میں جناب نرجس کے ہاتھوں پر جھکی اور ہاتھ چوم لئے، اور انہیں اپنے ساتھ سابقہ طریقے سے پیش آنے سے منع کیا، جناب نرجس نے مجھے خاص احترام کے ساتھ مخاطب کیا تو میں نے بھی ویسے ہی جواب دیا؛ نرجس نے مجھے کہا: آپ پر قربان جاؤں؛ تو میں نے کہا: میں اور تمام عالمین تجھ پر قربان ہوں؛ نرجس نے ایسا نہ کہنے کا کہا تو میں نے کہا: مجھے یہ کہنے سے مت روکو، یقینا اللہ تجھے اس رات میں ایک ایسا بیٹا عطا کرنے والا ہے جو دنیا اور آخرت میں سردار ہے، وہ مومنین کے لئے رہائی کا سبب ہے؛ یہ سن کر وہ شرمائیں، پھر میں نے نرجس کے بدن کی چھان بین کی تو مجھے اس میں حمل کے آثار دکھائی نہ دیئے، پھر میں نے اپنے آقا امام عسکری سے عرض کی: مجھے اُس (جناب نرجس) میں حمل کے آثار دکھائی نہیں دیئے، امام مسکرائے اور فرمایا: ہم گروہِ اوصیاء کا شکموں میں حمل نہیں ہوتا بلکہ ہمارا پہلو میں حمل ہوتا ہے، اور ہم رحموں

سے پیدا نہیں ہوتے بلکہ اپنی ماؤں کی دائیں ران سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ ہم اللہ کا وہ نور ہیں جسے پلیدیاں چھو نہیں سکتیں"۔

مذکورہ روایت کا لب لباب

مذکورہ روایت کے ظاہری الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ ائمہ معصومین علیہم السلام کی اپنی ماؤں کے شکم اور رحم سے ولادت نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنی ماؤں کی دائیں ران سے پیدا ہوتے ہیں۔

واضح رہے کہ اسی روایت کی بنا پر سب سے پہلے مشہور شیعہ مخالف عبدالعزیز دھلوی نے اپنی کتاب تحفہ اثنا عشری میں اہل تشیع کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ اُن کے امام اپنی ماؤں کی دائیں ران سے پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ اُس نے تہمت اور دھوکہ سے کام لیتے ہوئے اس روایت کو شیعوں کے عقیدہ کے طور پر پیش کیا ہے جبکہ ہر کوئی بخوبی جانتا ہے کہ شیعوں کے عقائد ایسی کمزور روایات پر مبنی نہیں ہیں بلکہ بلکہ شیعوں کا عقیدہ قرآن مجید، پیغمبر اکرم کی یقینی سنت اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی صحیح روایات پر استوار ہے۔

سند کے لحاظ سے روایت کی حیثیت

علامہ مجلسی نے اس روایت کو نقل کرنے سے پہلے کہا ہے: رَأَيْتُ فِي بَعْضِ مُؤَلَّفَاتِ أَصْحَابِنَا رِوَايَةً هَذِهِ صُورَتُهَا ...؛ "میں نے اپنے علماء کی بعض تالیفات میں اس طرح کی روایت دیکھی ہے"۔

پھر ایک روایت نقل کرنے کے بعد دوسری روایت یوں بیان کرتے ہیں: قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ حَمْدَانَ وَ حَدَّثَنِي مَنْ أَثِقُ إِلَيْهِ مِنَ الْمَشَايِخِ عَنْ حَكِيمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدِ بْن

عَلِيٍّ الرِّضَا ع ؛ " حسین بن حمدان نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے اساتید میں سے اُس نے حدیث بیان کی ہے جس پر مجھے اطمینان ہے اور اُس نے محمد بن علی الرضا (یعنی امام جواد علیہ السلام) کی بیٹی حکیمہ سے روایت نقل کی ہے"۔

واضح ہے کہ یہ روایت سند کے لحاظ سے مخدوش اور نا قابلِ قبول ہے کیونکہ:

۱۔ اس روایت کا راوی حسین بن حمدان ہے جو فاسد المذہب ہے اور علمائے رجال نے بالاتفاق اسے غیر معتبر شمار کیا ہے۔[1] واضح رہے کہ علامہ مجلسی نے بحار الانوار ہی کے

[1]. رجال نجاشی (ابوالعباس احمد بن علی نجاشی): ص۶۷، ش۱۵۹؛ واضح رہے کہ تمام علمائے رجال نے حسین بن حمدان کو فاسد المذہب قرار دیا ہے:

۱): ابن داؤد نے اپنی کتاب رجال میں یوں بیان کیا ہے: الحسین بن حمدان الخضیبی: بالخاء المعجمة والصاد المهملة والیاء المثناة تحت والباء المفردة، کذا رایته بخط ابی جعفر، وبعض اصحابنا، قال: (الحضینی) بالحاء المهملة والضاد المعجمة والیاء المثناة تحت والنون، مات فی شهر ربیع الأول سنة ثمان وخمسین وثلاثمائة، الجنبلانی، بالجیم المضمومة والنون الساکنة والباء المفردة، ابو عبد الله (جش) کان فاسد المذهب. (رجال ابن داود (ابن داود الحلی): ص۲۴۰، شمارہ ۱۴۰)۔

۲): تفرشی نے نقد الرجال میں یوں بیان کیا ہے: الحسین بن حمدان الخضینی: الجنبلای، ابو عبد الله، کان فاسد المذهب، له کتب، رجال النجاشی. (نقد الرجال (التفرشی): جزء ۲، ص ۸۷)۔

۲): محمد علی الأردبیلی نے جامع الرواۃ میں بیان کیا ہے: .... الحسین بن حمدان الجنبلانی الحصین ابو عبد الله روی عنه التلعکبری [لم] کان فاسد المذهب [صه. جش] کذابا صاحب مقالة ملعون لا یلتفت إلیه [صه] ابن حمدان الخضیب [ست]. (جامع الرواۃ (محمد علی الأردبیلی): جزء ۱ص ۲۳۷)۔

۳): سید علی البروجردی نے طرائف المقال میں بیان کیا ہے: الحسین بن حمدان الجنبلانی الحضینی ابو عبد الله، روی عنه التلعکبری (لم) کان فاسد المذهب (صه جش) کذابا صاحب مقالة ملعون لا یلتفت إلیه، فی الأول ابن حمدان بن الحضینی (ست) والجنبلانی بالجیم المضمومة والنون الساکنة والموحدة. (طرائف المقال (سید علی البروجردی): ج۱ص۱۶۸، شمارہ ۸۷۳)۔

۴): سید خوئی نے معجم رجال الحدیث میں بیان کیا ہے: الحسین بن حمدان: قال النجاشی: الحسین بن

مقدمہ میں حسین بن حمدان کی کتاب کے بارے میں یوں کہا ہے:

كتاب الحسين بن حمدان مشتمل على أخبار كثيرة في الفضائل لكن غمز عليه بعض أصحاب الرجال؛[1]

"حسین بن حمدان کی کتاب (الھدایۃ فی تاریخ الائمۃ و معجزاتھم) فضائل کے بارے کثیر روایات پر مشتمل ہے لیکن بعض اصحابِ رجال نے اس سے چشم پوشی کی ہے (یعنی اس کتاب کو کوئی اہمیت نہیں دی) "۔

۲۔ حسین بن حمدان نے اپنے جس قابل اعتماد استاد سے یہ روایت نقل کی ہے وہ ہمارے لئے نامعلوم ہے۔

۳۔ نیز حسین بن حمدان کے اُس قابلِ اعتماد استاد اور حکیمہ خاتون کے درمیان واسطوں کا ذکر نہیں ہوا اس بنا پر یہ روایت مقطوع السند ہے۔

حمدان الخصیبی (الحصینی) الجنبلائی ، ابو عبد اللہ ، کان فاسد المذہب ، لہ کتب ، منہا : کتاب الاخوان ، کتاب المسائل ، کتاب تاریخ الائمۃ ، کتاب الرسالۃ تخلیط .؛ .... وقال الشیخ : الحسین بن حمدان بن الخصیب ، لہ کتاب اسماء النبی (ص) والائمۃ (ع) . وعدہ فی رجالہ فی من لم یرو عنہم (ع) (۳۳) قائلا : الخضینی (الخصیبی) الجنبلائی یکنی ابا عبد اللہ ، روی عنہ التلعکبری ، وقال ابن الغضائری : کذاب فاسد المذہب ، صاحب مقالۃ ملعونۃ ، لا یلتفت إلیہ .؛ .... اقول : ہذہ الروایات کلہا ضعیفۃ ، واکثرہا مرسلۃ ، وراوی جملۃ منہا الحسین بن حمدان ، وقد مرت ترجمتہ .؛ .... وطریقہ الثالث إلی کتاب المقتل فیہ الحسین بن حمدان ، وہو ضعیف . (معجم رجال الحدیث (سید الخوئی) : ج ۶ / ۹ / ۱۴ ص ۲۴۴ / ۱۷۲ / ۲۵۳)

۵) : سید محمد علی الأبطحی نے تہذیب المقال میں بیان کیا ہے: الحسین بن حمدان الخضینی الجنبلای ابو عبد اللہ کان فاسد المذہب لہ کتب منہا : کتاب الاخوان ، کتاب المسائل ، کتاب تاریخ الائمۃ (ع) کتاب الرسالۃ ، تخلیط . سید محمد علی الأبطحی نے تہذیب المقال : ج ۲ ص ۲۵۳، شمارہ ۱۵۷)۔

[1]. بحار الانوار: ج ۱ ص ۳۹۔

۴۔ حسین بن حمدان کی اصل کتاب میں مذکور روایت، امام زمانہ عج کی ولادت کی تاریخ اور سال کے بارے میں دیگر مؤثق روایات کے ٹکراتی ہے کیونکہ اس روایت میں یوں نقل ہوا ہے: وَ كَانَتْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ لِثَمَانِ لَيَالٍ خَلَتْ مِنْ شَهْرِ شَعْبَانَ سَنَةَ سَبْعٍ وَ خَمْسِينَ وَ مِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ؛[1]

"وہ شبِ جمعہ تھی جب سنہ ۲۵۷ کے ماہ شعبان کی آٹھ راتیں گزر چکی تھیں"۔

اسی طرح علامہ مجلسی نے جو روایت نقل کی ہے اُس میں بھی ولادت کا سال ۲۵۷ ہجری نقل ہوا ہے جبکہ واضح ہے کہ متعدد مؤثق روایات میں امام مہدی عج کی ولادت کو نیمہ شعبان سنہ ۲۵۵ ہجری بیان کیا گیا ہے[2] لہٰذا علامہ مجلسی کی نقل کردہ روایت دیگر مؤثق روایات سے ٹکرانے کی بناپر اطمینان نہیں رہے گی۔

۵۔ واضح رہے کہ اس طرح کی کوئی روایت ائمہ معصومین علیہم السلام میں سے کسی کے لئے کسی بھی دوسری احادیثی کتب میں نقل نہیں ہوئی۔

دلالت کے لحاظ سے روایت کی حیثیت

مذکورہ روایت دلالت کے لحاظ سے بھی مخدوش ہے کیونکہ:

۱۔ قرآن مجید نے صراحت کے ساتھ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ کو نوعِ بشریت میں سے قرار دیا ہے جو فطری امور میں دوسرے انسانوں کی طرح ہیں، اور یہی چیز ائمہ معصومین علیہم السلام کے لئے بطریقِ اولیٰ ہونا چاہیے؛ پس معصومین علیہم السلام کی بشری حیثیت کا تقاضا یہ ہے کہ اُن کی ولادت بھی فطری طریقہ کے مطابق ہوئی ہو؛ اس بنا پر مذکورہ روایت انسانوں کی

---

[1]. رجوع کریں: الہدایۃ الکبری (حسین بن حمدان خصیبی): ص ۳۵۵، ط بیروت، البلاغ، ۱۴۱۹ق۔

[2]. «وُلِدَ عليه السلام لِلنّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ سَنَةَ خَمْسٍ و خَمْسِينَ و مِائَتَيْن» (کافی (کلینی): ج ۲ ص ۶۴۵؛ کمال الدین و تمام النعمۃ (شیخ صدوق): ج ۲، ص ۴۳۰۔

پیدائش کے حوالے سے فطرت کے برخلاف ہے۔

۲۔ یہ روایت معصومینؑ کی نورانی ولادت کے حوالے سے متواتر احادیث سے ٹکراتی ہے چونکہ اس روایت میں ظاہری طور پر ائمہ معصومینؑ کی ماؤں کے رحموں سے پیدائش کی نفی ہوتی ہے جبکہ دیگر متعدد اور متواتر احادیث و زیارات میں ائمہ معصومینؑ کی پاک وطاہر صلبوں اور رحموں سے ولادت کی تاکید ملتی ہے جن میں سے بعض روایات کو پہلے نقل کیا جا چکا ہے، چنانچہ رسول خداﷺ اور امام حسینؑ کی زیارت میں یوں نقل ہوا ہے:

أَشْهَدُ أَنَّكَ كُنْتَ نُوراً فِي الْأَصْلَابِ الشَّامِخَةِ وَ الْأَرْحَامِ الْمُطَهَّرَةِ؛[1]

"میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ باعزت صلبوں اور پاکیزہ رحموں میں نور (کی صورت میں) تھے"۔

اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت فطری اصولوں کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ معصومینؑ کی ولادت سے متعلق کثیر احادیث و روایات سے بھی ٹکراتی ہے لہٰذا اس تنہا روایت کو اپنے عقیدہ و نظریہ کی بنیاد بنانا ہرگز صحیح نہیں ہے۔

روایت کی توجیہ

واضح رہے کہ اگر بالفرض مذکورہ روایت کو قبول بھی کرلیا جائے تو اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کی ولادت (اپنے زمانے اور جگہ کی صورتحال کے پیش نظر) نہایت مخفی صورت میں طہارت و پاکیزگی کے ساتھ ہوئی لہٰذا ولادت کی یہ حالت صرف امام زمانہؑ کے ساتھ مخصوص قرار پائے گی؛ یہی وجہ ہے کہ امام مہدیؑ کے لئے بعض

---

[1]. رجوع کریں: بحار الانوار (علامہ مجلسی): ج ۹۷ص ۱۸۷؛ ج ۹۸ص ۲۰۰؛ ج ۹۸ص ۲۶۰۔

روایات میں ایسے جملات بھی نقل ہوئے ہیں جو کسی اور امام معصوم کے لئے نقل نہیں ہوئے:

مثلا امام مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی ولادت کے چالیسویں دن جب جناب حکیمہ خاتون امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر گئیں تو امام مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کو (چالیس دن کی عمر میں) گھر میں چلتے ہوئے دیکھا تو تعجب کی حالت میں امام عسکری علیہ السلام سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

يَا عَمَّتِي أَ مَا عَلِمْتِ أَنَّا مَعَاشِرَ الْأَئِمَّةِ نَنْشَأُ فِي الْيَوْمِ مَا يَنْشَأُ غَيْرُنَا فِي السَّنَةِ؛

"اے میری پھوپھی جان، کیا آپ کو نہیں معلوم کہ ہم گروہِ ائمہ ایک دن میں اتنی نشو نما پاتے ہیں جتنا ہمارے علاوہ دوسرے لوگ ایک سال میں نشو نما پاتے ہیں"۔[1]

واضح ہے کہ مذکورہ بالا روایت کے علاوہ دیگر ائمہ معصومین علیہم السلام کے بارے میں ہمیں ایسی کوئی روایت نہیں ملتی جس میں اُن کی ایک دن کی نشو و نما کو ایک سال کی نشو و نما کے برابر قرار دیا گیا ہو، اور نہ ہی آج تک کسی تاریخ نے یہ نقل کیا ہے کہ مثلا حضرت علی علیہ السلام دس سال کی عمر میں سو سال کے لگتے تھے؛ یا امام حسن علیہ السلام پانچ سال کی عمر میں پچاس سال کے دکھائی دیتے تھے؛ بلکہ تمام ائمہ معصومین علیہم السلام نے فطری طریقے کے مطابق ہی پرورش پائی ہے لہٰذا مذکورہ بالا حدیث کو قبول کرنے کی صورت میں اس کی توجیہ کرنا ضروری ہے۔

پس اس حدیث کی توجیہ کے طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اس حدیث میں امکان کی صورت کو بیان کیا گیا ہے جو وقوع میں صرف حضرت حجت کے ساتھ مخصوص ہے؛ یعنی اس حدیث میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ مشیتِ خدا کے تحت ائمہ معصومین علیہم السلام کے لئے ایک

---

[1]. فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ أَرْبَعِينَ يَوْماً دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ ع فَإِذَا مَوْلَانَا الصَّاحِبُ يَمْشِي فِي الدَّارِ... (بحار الانوار: ج۵۱ ص۲۰)۔

دن میں ایک سال کے برابر نشو ونما پانا عین ممکن ہے لہٰذا ضرورت کے وقت (مثلاً حجتِ خدا کی حفاظت کے لئے) ایسا ہرگز ناممکن نہیں ہے۔ البتہ مخفی نہ رہے کہ یہ امکانی صورت صرف حضرت امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کی زندگی میں واقع ہوئی ہے۔

ثانیاً اگر اس روایت کو قبول کرتے ہوئے امام مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف کی مخصوص طرز ولادت کے قائل ہوں تو پھر بھی اسے دیگر معصومین علیہم السلام کے لئے ہرگز قبول نہیں کیا جا سکتا، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حمل خود اُن کی والدہ کے لئے بھی مخفی تھا؛ یا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا اس بات کی ہرگز دلیل نہیں بن سکتا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی ولادت ایسے ہی ہوئی ہو۔

پس معصومین علیہم السلام کی ولادت کے حوالے سے معتبر کتب میں منقول دسیوں بلکہ سینکڑوں قابلِ اعتماد احادیث و روایات کو نظرانداز کرکے اس ایک غیر مشہور اور غیر معروف روایت کا سہارا لے کر ولادت کی بجائے نزول و ظہور جیسے خودساختہ نظریات پیش کرنا ہرگز صحیح نہیں ہے۔

ظہور و نزول کے نظریہ کی ترویج کے نقصانات

ذیل میں معصومین علیہم السلام کی ولادت کی بجائے ظہور و نزول کے نظریہ کے نقصانات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے:

۱): معصومین علیہم السلام کے نسب کا انکار

اگر ولادت کی بجائے ظہور و نزول کا نظریہ اپنایا جائے تو معصومین علیہم السلام کے نسب کا انکار لازم آتا ہے، کیونکہ جب ولادت ہی نہیں ہوئی تو پھر ماں اور باپ کیسے؟! جب ولادت کا انکار ہو گا تو پھر باپ بیٹا اور بہن بھائی کا رشتہ کیسا؟!

جبکہ روایات و احادیث اور زیارات میں، معصومین علیہم السلام کے پاک و پاکیزہ سلسلہ نسبت پر تاکید کے طور پر ہر معصوم کے نام کے ساتھ باپ کا نام بھی خاص طور پر ذکر ہوا ہے جیسے علی بن ابی طالب، حسن بن علی، حسین بن علی، علی بن الحسین، محمد بن علی، جعفر بن محمد، موسی بن جعفر، علی بن موسی، محمد بن علی، علی بن محمد، حسن بن علی اور حجت بن الحسن علیہم السلام۔

۲): معصومین علیہم السلام کی شہادت کا انکار

جب ولادت کا انکار کر دیا جائے تو شہادت کا بھی انکار کرنا ہو گا کیونکہ جب کسی کی ولادت ہی ممکن نہیں ہے تو پھر شہادت کیسے ممکن ہے؟!

یا دوسرے لفظوں میں اگر ولادت کی بجائے ظہور یا نزول کا عقیدہ اپنایا جائے تو پھر شہادت کی بجائے غیبت یا عروج کا عقیدہ اپنانا ہو گا جو کسی طور قابلِ قبول نہیں ہے۔

اسی بنا پر ولادت کی بجائے نزول و ظہور کے عقیدہ کا لازمہ یہ بھی ہے کہ معصومین علیہم السلام کے قاتلوں کو بری مان لیا جائے کیونکہ جب نزول یا ظہور کے نظریہ کی بنا پر قتل اور شہادت بے معنی ہو گی تو پھر قاتل بھی بری الذمہ قرار پائے گا۔

نیز اسی بنا پر ایسی تمام دعاؤں اور زیارات کا بھی انکار کرنا پڑے گا جن میں معصومین علیہم السلام کے قاتلوں پر لعنت کی گئی ہے، کیونکہ جب کسی نے شہید ہی نہیں کیا ہے تو قاتل کیسا اور قتل کی بنا پر لعنت کیسی؟!!!

۳): معصومین علیہم السلام کی صریح روایات واحادیث کا انکار

سابقہ بحث میں واضح کیا گیا ہے کہ ائمہ معصومین علیہم السلام کے ولادت سے متعلق متعدد روایات و احادیث نقل ہوئی ہیں جن سے نہ صرف ظہور یا نزول کے نظریہ کی کوئی تائید نہیں ملتی بلکہ ان روایات و احادیث میں معصومین علیہم السلام کی فطری ولادت کو صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

ایسی صورتحال میں کیا واقعاً عجیب نہیں ہے کہ معصومین علیہم السلام کی احادیث سے ولادت کی گواہی ملے اور ماننے والے امام ہی کے فرمان کو جھٹلا کر ظہور یا نزول کے نظریہ پر اصرار کریں؟!

اس بنا پر ولادت کی بجائے نزول یا ظہور کا نظریہ اپنانا، گویا ائمہ معصومین علیہم السلام کی سابقہ ذکر شدہ روایات و احادیث کا انکار کرنا ہے۔

۴): معصومین علیہم السلام کی منقول زیارات کا انکار

اسلامی منابع میں ائمہ معصومین علیہم السلام کی زیارت کے حوالے سے فراوان تاکید کی گئی ہے اور معصومین کی زیارت کے الفاظ خود معصومین ہی سے نقل ہوئے ہیں۔

ایسی تمام زیارات کے الفاظ میں صراحت کے ساتھ معصومین علیہم السلام کی فطری ولادت کے نظریہ کی تائید ملتی ہے۔

چنانچہ "زیارتِ وارثہ "کے الفاظ سے معصومین علیہم السلام کی فطری ولادت ثابت ہوتی ہے؛ یا اسی طرح امام معصوم نے فرمایا:

أَشْهَدُ أَنَّ الْأَئِمَّةَ مِنْ وُلْدِكَ كَلِمَةُ التَّقْوَى؛

"اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کی اولاد کے امام سب کلمۂ تقوی ہیں"

واضح ہے کہ زیارات میں بیان کی گئی اس حقیقت کو تسلیم کرنے کی بجائے ظہور و نزول کے نظریہ پر اصرار کرنا گویا معصومین کی منقول زیارات کے انکار کے مترادف ہے۔

۵): معصومین علیہم السلام سے منقول دعاؤں کا انکار

کتاب دعوات میں ماہ رجب کے ہر دن میں پڑھنے کے لئے امام معصوم سے دعا مروی ہے جس کی ابتدا میں یہ الفاظ ہیں:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِالْمَوْلُودَيْنِ فِي رَجَبٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الثَّانِي وَ ابْنِهِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمُنْتَجَبِ وَ أَتَقَرَّبُ بِهِمَا إِلَيْكَ خَيْرَ الْقُرَبِ...؛

"اے معبود! ماہ رجب میں متولد ہونے والے دو مولودوں کے واسطے سے سوال کرتا ہوں جو محمد علیہ السلام بن علی ثانی (محمد تقی علیہ السلام) اور ان کے فرزند علی بن محمد (نقی) علیہ السلام بلند نسب والے ہیں ان دونوں کے واسطے سے تیرا بہترین تقریب چاہتا ہوں"۔

اس دعا میں بھی معصومین علیہم السلام کے لئے ولادت کا لفظ استعمال ہوا ہے، لہذا ظہور یا

نزول کے نظریہ سے مذکورہ دعا کا بھی انکار لازم آتا ہے۔

۶): حضرت محسن بن علیؑ کی شہادت کا انکار

نزول یا ظہور کے نظریہ کا ایک لازمہ حضرت محسن بن علیؑ کی شہادت کا انکار بھی ہے؛ کیونکہ اس نظریہ کی بنا پر جناب محسنؑ کا حضرت فاطمہ زہراؑ کے بطن مبارک میں شہید ہونا بے معنی ہے، کیونکہ اگر نزول یا ظہور کا عقیدہ صحیح ہے تو پھر معصومہؑ کے بطن اطہر میں بچہ کیسا؟!

۷): نسلِ سادات کے سلسلے کا انکار

جب ائمہ معصومینؑ پیدا ہی نہیں ہوئے تو نسلِ سادات کیسے وجود میں آ گئی ؟!! یا یہ کہنا پڑے گا کہ تمام سادات کا بھی نزول و ظہور ہوا ہے!!

اس بنا پر ظہور و نزول کے عقیدہ کو ماننے والوں کو سادات کے سلسلہ نسب یا شجرہ نسب کا بھی انکار کرنا پڑے گا اور شجرہ نسب کی بجائے شجرہ نزول یا شجرہ ظہور کا قائل ہونا پڑے گا۔

۸): بعض معصومینؑ کی ولادت سے مربوط روایات کا انکار

شیعہ کتب نبی اکرمؐ، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، امام حسینؑ اور امام زمانہؑ کے بارے میں کثیر روایات نقل ہوئی ہیں کہ آپ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر میں ان سے گفتگو کیا کرتے تھے۔[1]

---

[1]. ان میں سے بعض روایات کو پہلے نقل کیا جا چکا ہے اور بعض دیگر روایات کو آئندہ صفحات میں نقل کیا جائے گا۔

خاص طور پر امام حسینؑ کا اپنی والدہ ماجدہ جناب سیدہ زہراءؑ کے شکم میں باتیں کرنا مشہور ہے، اسی لئے آپ نے اپنے بابا رسول اللہﷺ سے کہ کہ میرے بطن میں جو بچہ ہے بار بار مجھے کہتا ہے کہ اے میری ماں میں پیاسہ ہوں۔

اگر نزول یا ظہور مانیں تو پھر بطن میں بچہ کیسا؟! لہٰذا ظہور یا نزول کا نظریہ اپنانے کی بناپر ایسی تمام روایات جھوٹی شمار ہوں گی اور ان سب کا انکار کرنا پڑے گا۔

۹): بعض مسلمہ تاریخی حقائق کی تکذیب

نزول یا ظہور کے عقیدہ کی بناپر بعض مسلمہ تاریخی حقائق کی تکذیب لازم آتی ہے، جیسے اگر نزول کو مانیں تو پھر بی بی زہراءؑ کی ولادت کے وقت جناب آسیہ، جناب مریم اور جناب حاجرا کا آنا جھوٹ شمار کیا جائے گا۔

اسی طرح حضرت علیؑ کی کعبہ میں ولادت کی مسلمہ تاریخی حقیقت کا بھی انکار لازم آئے گا؛ جس کے بارے میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ بنت اسد نے حضرت علیؑ کی ولادت کے وقت کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر یوں دعا کی:

أَيْ رَبِّ إِنِّي مُؤْمِنَةٌ بِكَ وَ بِمَا جَاءَ بِهِ مِنْ عِنْدِكَ الرَّسُولُ وَ بِكُلِّ نَبِيٍّ مِنْ أَنْبِيَائِكَ وَ بِكُلِّ كِتَابٍ أَنْزَلْتَهُ وَ إِنِّي مُصَدِّقَةٌ بِكَلَامِ جَدِّي إِبْرَاهِيمَ الْخَلِيل وَ إِنَّهُ بَنَى بَيْتَكَ الْعَتِيقَ فَأَسْأَلُكَ بِحَقِّ هَذَا الْبَيْتِ وَ مَنْ بَنَاهُ وَ بِهَذَا الْمَوْلُودِ الَّذِي فِي أَحْشَائِي الَّذِي يُكَلِّمُنِي وَ يُؤْنِسُنِي بِحَدِيثِهِ وَ أَنَا مُوقِنَةٌ أَنَّهُ إِحْدَى آيَاتِكَ وَ دَلَائِلِكَ لَمَّا يَسَّرْتَ عَلَيَّ وِلَادَتِي؛[1]

"اے رب، میں تجھ پر بھی ایمان رکھتی ہوں اور جو کچھ رسول تمہاری طرف سے لائے اُس پر بھی ایمان رکھتی ہوں، اور تمہارے بھیجے ہوئے ہر نبی پر اور تمہاری نازل کی

[1]. امالی (شیخ طوسی): ص ۷۰۷؛ بحار الانوار (علامہ مجلسی): ج ۳۵ ص ۳۶۔

ہوئی ہر کتاب پر ایمان رکھتی ہوں، میں اپنے جد ابراہیم خلیل کی بات کی تائید کرتی ہوں اور یہ کہ انہوں نے تمہارا گھر تعمیر کیا، پس میں اس گھر، اس کے بنانے والے اور اپنے شکم میں موجود اُس بچے کے واسطہ سے تجھ سے سوال کرتی ہوں جو میرے ساتھ باتیں کرتا ہے اور اپنی باتوں سے مجھے تسلی دیتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ بچہ تمہاری نشانیوں میں سے ایک نشانی اور تمہارے دلائل میں سے ایک دلیل ہے، کہ تو میرے لئے اس ولادت کو آسان بنا دے"۔

پس ظہور یا نزول کا نظریہ اپنانے سے کعبہ میں حضرت علی علیہ السلام کی ولادت پر مبنی تمام حقائق کی تکذیب لازم آتی ہے۔

۱۰) : امام مھدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے ظہور کی خصوصیت کا خاتمہ

ائمہ معصومین علیہم السلام کی ولادت کے لئے ظہور کے لفظ کو رائج کرنے کی کوشش کا سب سے اہم نقصان یہ ہے کہ عام مومنین کے ذہنوں میں امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے ظہور کی خصوصیت اور چاہت ماند پڑ جائے گی۔

آج تک جتنے علماء گذرے ہیں انہوں نے امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی ولادت کے اقرار کے ساتھ ساتھ آپ کے ظہور کے بارے میں بحث کی ہے۔ شیعہ مسلمہ عقیدہ کے مطابق امام مھدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی ولادت ہو چکی ہے جبکہ اہل سنت کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ امام مھدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف آخری زمانے میں پیدا ہوں گے۔

شیعہ نظریہ کے مطابق امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی اہم خصوصیت آپ کا ظہور ہے؛ لہٰذا معصومین علیہم السلام کے نزول یا ظہور کا نظریہ رکھنے والوں کو ناچار آپ کی ولادت کا انکار کرنا پڑے گا کیونکہ یہ طے ہے کہ ابھی تک آپ کا ظہور نہیں ہوا۔

۱۱): شیعہ معتبر کتب کا انکار

ظہور و نزول کا نظریہ شیعہ معتبر کتب کے انکار کے مترادف ہے، کیونکہ اہل تشیع کی تمام کتابوں میں معصومین علیہم السلام کے لئے ولادت کا استعمال ہوا ہے؛ بعض علماء و محدثین نے باقاعدہ اپنی کتابوں میں ائمہ علیہم السلام کی ولادت کے عنوان سے خاص باب ترتیب دیا ہے جس میں معصومین علیہم السلام کی ولادت سے مربوط احادیث نقل کی ہیں لہٰذا ظہور و نزول کا عقیدہ رکھنے والوں کو ایسی تمام معتبر شیعہ کتب کا انکار کرنا پڑے گا۔

ذیل میں چند روایات کو پیش کرتے ہیں:

شیخ کلینی نے "اصول کافی" کی دوسری جلد میں باقاعدہ ایک باب ترتیب دیا ہے جس کا نام "بَابُ مَوَالِيدِ الْأَئِمَّةِ " رکھا ہے۔

اس باب کی پہلی حدیث کافی طولانی ہے جس میں ابوبصیر روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک سال امام صادق علیہ السلام کے ساتھ حج کیا تو راستے میں ابواء کے مقام پر امام موسی کاظم علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

اس میں خود ابو بصیر نے بھی بار بار امام معصوم کے لئے ولادت کا لفظ استعمال کیا ہے اور خود امام علیہ السلام نے بھی۔

جب امام صادق علیہ السلام واپس آئے تو اصحاب نے مبارکباد دی تو امام علیہ السلام نے بتایا کہ جب یہ مولود پیدا ہوا تو اس نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا اور آسمان کی طرف رخ کیا، پھر امام علیہ السلام نے بتایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اور ان کے تمام جانشینوں کی علامت ہوتی ہے۔ اس طولانی حدیث کے ضمن میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَ إِذَا سَكَنَتِ النُّطْفَةُ فِي الرَّحِمِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَ أُنْشِئَ فِيهَا الرُّوحُ بَعَثَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى مَلَكاً يُقَالُ لَهُ حَيَوَانُ فَكَتَبَ عَلَى عَضُدِهِ الْأَيْمَنِ وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقاً وَ

عَدْلًا لا مُبَدِّلَ لِكَلِماتِهِ وَ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَ إِذَا وَقَعَ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ وَقَعَ وَاضِعاً يَدَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ رَافِعاً رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ[1]

"اور جب امام کا نطفہ رحم مادر میں قرار پائے چار مہینے گزر جاتے ہیں تو اس میں روح پیدا کی جاتی ہے اور اللہ تبارک و تعالی ایک فرشتے کو مقرر کرتا ہوں جس کا نام حیوان ہے، جو (امام) کے دائیں بازو پر لکھتا ہے: ﴿وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقاً وَ عَدْلًا لا مُبَدِّلَ لِكَلِماتِهِ وَ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ اور جب وہ اپنے ماں کے بطن سے باہر آتا ہے تو اپنا ہاتھ زمین پر رکھتا ہے اور اپنا سر آسمان کی طرف کرتا ہے"۔

شیعہ کتب اربعہ میں ایسی بے شمار روایتیں ہیں جن میں ائمہ معصومین علیہم السلام کے لئے ولادت کا لفظ استعمال ہوا ہے جو ائمہ معصومین علیہم السلام کی تخلیق کے مراحل سے گزر کر بالکل فطری طریقہ سے دنیا میں آنے کی واضح دلیل ہے۔ لہٰذا معصومین علیہم السلام کی فطری ولادت کا انکار کرتے ہوئے ظہور یا نزول کا نظریہ اپنانا تمام شیعہ کتب کا انکار کرنے کے مترادف ہے۔

---

[1]. کافی (کلینی): ج ۲ ص ۲۲۵۔

عام انسانوں اور ائمہ معصومینؑ کی ولادت میں فرق

اب تک کی بحث سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ائمہ معصومینؑ کی فطری ولادت کا انکار کرتے ہوئے ظہور یا نزول کا نظریہ اپنانا غلط ہے اور اس موضوع کے حوالے سے تحقیق کے بعد واضح ہوتا ہے کہ صحیح عقیدہ و نظریہ یہی ہے کہ معصومینؑ کی ولادت ہی ہوتی ہے نزول و ظہور نہیں ہوتا اس لئے اسلامی کیلنڈر میں موجود معصومینؑ کی ولادت کی تاریخوں میں ظہور یا نزول جیسے خودساختہ الفاظ استعمال کرنا انحرافی عمل ہے جس کی قرآن و اہل بیتؑ کے فرامین میں کوئی تائید نہیں ملتی۔

البتہ یہ بات بھی طے ہے کہ ائمہ معصومینؑ اور عام انسانوں کی ولادت میں بعض نہایت اہم فرق بھی پائے جاتے ہیں؛ ذیل میں اس سلسلہ میں چند اہم نکات بیان کئے کرتے ہیں۔

معصومینؑ کی زندگی کو عام انسانوں کی زندگی سے موازنہ کرنا صحیح نہیں

واضح رہے کہ ہماری نظر میں یہ بات طے ہے کہ معصومینؑ کی زندگی کے حقائق کو ہم اپنی محدود عقل سے ہرگز نہیں سمجھ سکتے بلکہ ائمہ معصومینؑ کی زندگی کے بہت سے استثنائی پہلو ہمارے لئے ابھی تک واضح نہیں ہیں جیسے عام انسانوں کے

برخلاف معصومینؑ کا جسمانی نشوونما پانا، شکمِ مادر میں باتیں کرنا، دنیا میں آتے ہی سجدہ کرتے ہوئے اللہ تعالی کی وحدانیت، رسول خدا کی رسالت اور اپنی ولایت و امامت کا اعلان کرنا وغیرہ ایسے امور ہیں جو روایات میں معصومینؑ کی خاص صفات کے طور پر بکثرت نقل ہوئیں ہیں اور جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس بنا پر عین ممکن ہے کہ معصومینؑ کے ولادت کے سلسلہ میں بہت سے امور ہم سے مخفی ہوں لہٰذا ہم معصومینؑ کی ولادت کو عام انسانوں کی ولادت سے ہر گز قیاس نہیں کر سکتے۔

۱) : طہارت و پاکیزگی کے ساتھ ولادت

عام انسانوں اور معصومینؑ کی ولادت میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ عام انسان کی ولادت الائشوں اور نجاست میں ہوتی ہے جبکہ معصومؑ کی ولادت طہارت و پاکیزگی کے ساتھ ہوتی ہے۔

چنانچہ اس سلسلہ میں ائمہ اہل بیتؑ کی متعدد احادیث میں پاک صلبوں اور مطہر ارحام سے ولادت کی تصریح ہوئی ہے جن میں سے بعض احادیث کو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

نیز حضرت امام رضاؑ نے امام کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

لِلْإِمَامِ عَلَامَاتٌ ... يُولَدُ مَخْتُوناً وَ يَكُونُ مُطَهَّراً ...؛[1]

"امام کی کچھ علامتیں ہیں، کہ وہ مختون (ختنہ شدہ حالت میں) پیدا ہوتا ہے، اور پاک و پاکیزہ ہوتا ہے"۔

[1]. من لایحضرہ الفقیہ (شیخ صدوق): ج ۴ ص ۳۱۸؛ الاحتجاج (طبرسی): ج ۲ ص ۴۳۷؛ بحار الانوار (مجلسی): ج ۲۵ ص ۱۱۶۔

اسی سلسلہ میں جناب اسماء نے بیان کیا ہے کہ امام حسنؑ کی ولادت کے وقت میں حضرت زہراؑ کے پاس تھی، میں نے ولادت کے وقت خون جیسی کوئی نجاست نہ دیکھی، میں نے یہ بات رسول خداﷺ کو عرض کی تو پیغمبر اکرمﷺ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتی کہ میری بیٹی طاہرہ اور مطہرہ ہے، اُس سے ہر گز حیض یا نفاس کا خون نہیں دیکھا جا سکتا۔

یہی مضمون حضرت امام رضاؑ سے بھی نقل ہوا ہے۔[1]

چونکہ معصومینؑ کی ولادت، طہارت و پاکیزگی کے ساتھ ہوتی ہے اسی لئے انہیں غسلِ ولادت کی حاجت بھی نہیں ہوتی۔ چنانچہ اسماء بنت عمیس نے بیان کیا ہے کہ جب حسینؑ اس دنیا میں آئے تو رسول خداﷺ نے فرمایا: اسماء میرے بیٹے کو لاؤ؛ میں نے سفید کپڑے میں لپٹے ہوئے حسین کو رسولﷺ کے ہاتھوں میں دیا، رسول نے حسین کے دائیں کان میں آذان کہی، بائیں کان میں اقامت کہی، پھر حسین کو اپنی گود میں رکھ کر رونے لگے؛ میں نے رونے کی وجہ پوچھی تو فرمایا: اپنے اس بیٹے پر رو رہا ہوں؛ اسماء، میرے اس بیٹے کو ظلم و ستم کے ساتھ شہید کیا جائے گا۔[2]

۲): شکمِ مادر میں اپنی ماں سے باتیں کرنا

ائمہ معصومینؑ اور عام انسانوں کی ولادت میں ایک اور بنیادی فرق یہ ہے کہ معصومینؑ شکمِ مادر ہی میں اپنی ماں سے باتیں کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

---

[1]. ترجمہ الامام المجتبی (مرحوم آیت اللہ رحمانی): ج ۲ ص ۳۳۹۔

[2]۔ مقتل خوارزمی: ج ۱ ص ۸۸، فصل ۶؛ ذخائر العقبی (محب الدین طبری): ص ۱۱۹ باب ۹

إِنَّ الْإِمَامَ لَيَسْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ؛[1]

"امام اپنی ماں کے شکم میں سنتا ہے"۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے حضرت علیؑ کی ولادت کے اپنے ابا واجداد کے ذریعہ روایت نقل فرمائی ہے کہ مولائے کائنات کی ولادت کا وقت قریب آیا تو حضرت فاطمہ بنت اسد خانہ کعبہ کے قریب آئیں اور غلافِ کعبہ کو ہاتھ میں لیکر کر پروردگار سے یہ دعا فرمائی:

أَيْ رَبِّ إِنِّي ... أَسْأَلُكَ بِحَقِّ هَذَا الْبَيْتِ وَ مَنْ بَنَاهُ وَ بِهَذَا الْمَوْلُودِ الَّذِي فِي أَحْشَائِي الَّذِي يُكَلِّمُنِي وَ يُؤْنِسُنِي بِحَدِيثِهِ وَ أَنَا مُوقِنَةٌ أَنَّهُ إِحْدَى آيَاتِكَ وَ دَلَائِلِكَ لَمَّا يَسَّرْتَ عَلَيَّ وِلَادَتِي؛[2]

"اے رب ... میں اپنے شکم میں موجود اُس بچے کے واسطہ سے تجھ سے سوال کرتی ہوں جو میرے ساتھ باتیں کرتا ہے اور اپنی باتوں سے مجھے تسلی دیتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ بچہ تمہاری نشانیوں میں سے ایک نشانی اور تمہارے دلائل میں سے ایک دلیل ہے، کہ تو میرے لئے اس ولادت کو آسان بنادے"۔

اس روایت میں حضرت فاطمہ بنت اسدؑ نے خود بیان فرمایا ہے کہ حضرت علیؑ ولادت سے پہلے اپنی مادرِ گرامی سے باتیں کیا کرتے تھے۔

اسی طرح حضرت فاطمہ زہراؑ کا ولادت سے پہلے اپنی مادر گرامی حضرت خدیجہؑ سے باتیں کرنا بھی بعض روایات میں نقل ہوا ہے۔

---

[1]. کافی (کلینی): ج۱ص۳۸۷؛ روضۃ المتقین (محمد تقی مجلسی): ج۱۳ص۲۳۸۔

[2]. امالی (شیخ طوسی): ص۷۰۷؛ بحار الانوار (علامہ مجلسی): ج۳۵ص۳۶۔

۳) : ولادت کے فوراً بعد اظہارِ ایمان

عام انسانوں اور معصومین علیہم السلام کی ولادت میں ایک اور بنیادی فرق یہ ہے کہ معصومین علیہم السلام ولادت کے فوراً بعد پروردگار کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اپنے مکمل ایمان کا اظہار کرتے ہیں جبکہ عام انسان اگرچہ اسلامی فطرت پر پیدا ہوتے ہیں لیکن فوری طور پر اپنے اسلام و ایمان کا اظہار کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔

چنانچہ امام باقر علیہ السلام نے امام معصوم کی دس اہم نشانیوں میں سے دوسری نشانی یوں بیان فرمائی :

ثانيها أول ما يقع على الأرض ينظر إلى السماء و يشهد الشهادتين؛[1]

"دوسری نشانی یہ ہے کہ امام جب سب سے پہلے زمین پر آتا ہے تو آسمان کی طرف دیکھتا ہے اور شہادتین پڑھتا ہے"۔

چنانچہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے امام کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

لِلْإِمَامِ عَلَامَاتٌ .. إِذَا وَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ وَقَعَ عَلَى رَاحَتَيْهِ رَافِعاً صَوْتَهُ بِالشَّهَادَتَيْنِ؛[2]

"امام کی کچھ علامتیں ہیں، کہ جب وہ اپنی ماں کے شکم سے زمین پر آتا ہے تو سیدھی حالت میں شہادتین پڑھتا ہوا ہوتا ہے"۔

ابو بصیر نے امام موسی کاظم علیہ السلام کی ولادت کے احوال میں امام صادق علیہ السلام سے ایک قدرے طولانی روایت نقل کی ہے جس میں حمیدہ خاتون نے امام صادق علیہ السلام کو

---

[1] . الخرائج والجرائح (راوندی) : ج۲ص۵۶۹۔

[2] . من لایحضرہ الفقیہ (شیخ صدوق) : ج ۴ ص ۳۱۸؛ الاحتجاج (طبرسی) : ج ۲ ص ۴۳۷؛ بحار الانوار (مجلسی) : ج ۲۵ ص۱۱۶۔

ان کے بیٹے (امام موسی کاظمؑ) کی ولادت کی خبر دیتے ہوئے بتایا کہ جب یہ بچہ پیدا ہوا تو اس نے اپنے ہاتھ زمین پر رکھے تھے اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا ہوا تھا جو کہ رسول اور اُس کے وصیوں کی نشانی ہے۔ پھر اصحاب کے پوچھنے پر امام صادقؑ نے ائمہ معصومینؑ کی ولادت کے وقت اسی حالت کی تفصیل بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَأَمَّا وَضْعُهُ يَدَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ فَإِنَّهُ يَقْبِضُ كُلَّ عِلْمٍ لِلَّهِ أَنْزَلَهُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَ أَمَّا رَفْعُهُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَإِنَّ مُنَادِياً يُنَادِي بِهِ مِنْ بُطْنَانِ الْعَرْشِ مِنْ قِبَلِ رَبِّ الْعِزَّةِ مِنَ الْأُفُقِ الْأَعْلَى بِاسْمِهِ وَ اسْمِ أَبِيهِ يَقُولُ يَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ اثْبُتْ تُثْبَتْ فَلِعَظِيمٍ مَا خَلَقْتُكَ أَنْتَ صَفْوَتِي مِنْ خَلْقِي وَ مَوْضِعُ سِرِّي وَ عَيْبَةُ عِلْمِي وَ أَمِينِي عَلَى وَحْيِي وَ خَلِيفَتِي فِي أَرْضِي لَكَ وَ لِمَنْ تَوَلَّاكَ أَوْجَبْتُ رَحْمَتِي وَ مَنَحْتُ جِنَانِي وَ أَحْلَلْتُ جِوَارِي ثُمَّ وَ عِزَّتِي وَ جَلَالِي لَأَصْلِيَنَّ مَنْ عَادَاكَ أَشَدَّ عَذَابِي وَ إِنْ وَسَّعْتُ عَلَيْهِ فِي دُنْيَايَ مِنْ سَعَةِ رِزْقِي، فَإِذَا انْقَضَى الصَّوْتُ صَوْتُ الْمُنَادِي أَجَابَهُ هُوَ وَاضِعاً يَدَيْهِ رَافِعاً رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ يَقُولُ: شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لا إِلهَ إِلَّا هُوَ، وَ الْمَلائِكَةُ وَ أُولُوا الْعِلْمِ قائِماً بِالْقِسْطِ لا إِلهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ، قَالَ: فَإِذَا قَالَ ذَلِكَ أَعْطَاهُ اللَّهُ الْعِلْمَ الْأَوَّلَ، وَ الْعِلْمَ الْآخِرَ، وَ اسْتَحَقَّ زِيَارَةَ الرُّوحِ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ؛[1]

"البتہ امام کا اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھنا اس لئے ہے کہ وہ اللہ تعالی کی طرف سے آسمان سے زمین پر نازل کیا ہوا سب علم قبضہ میں لے لیتا ہے؛ البتہ اُس کا آسمان کی طرف سر اٹھانا اس لئے ہے کہ رب العزت کی طرف سے افق اعلی سے عرش کے درمیان سے ایک منادی اُس امام کو اُس کے نام اور اُس کے باپ کے نام کے ساتھ پکارتا ہے اور کہتا ہے: اے فلاں بن فلاں، تو دین کے سلسلہ میں ثابت قدم رہ تا کہ

---

[1]. کافی (کلینی): ج۱ص۳۸٦؛ روضۃ المتقین (محمد تقی مجلسی): ج۱۳ص۲۳۷۔

تجھے ثابت قدم رکھا جائے، میں نے تجھے عظیم کام کے لئے خلق کیا ہے، تم میری مخلوق میں سے چنے ہوئے ہو اور میرے راز کا مقام ہو، میرے علم کا خزانہ ہو اور میری وحی کے امین ہو، میری زمین پر میرے خلیفہ ہو، تمہارے اور تمہارے محبوں کے لئے میں نے اپنی رحمت کو واجب قرار دے دیا ہے اور اپنی جنتیں بخش دی ہیں اور اپنی قربت عطا کر دی ہے، قسم ہے اپنے عزت و جلال کی جو تجھ سے عداوت رکھے گا اُسے سخت عذاب دوں گا اگرچہ میں نے اُسے دنیا میں اپنے وسیع رزق سے نوازا ہو؛ پھر جب منادی کی آواز رک جاتی ہے تو وہ امام اپنے ہاتھوں کو زمین پر ٹیک کر اور اپنے سر کو اٹھا کر اُس منادی کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے: اللہ نے گواہی دی ہے کہ اُس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور ملائکہ اور عدل و انصاف قائم کرنے والے صاحبانِ علم نے گواہی دی کہ اُس اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور وہ عزیز و حکیم ہے؛ جب امام یہ کہتا ہے تو اللہ اُسے علمِ اولین و آخرین عطا کر دیتا ہے اور اُسے لیلۃ القدر میں روح کی زیارت کا مستحق قرار دے دیتا ہے"۔

۴): ختنہ کے ساتھ حالتِ اسلام پر ولادت

روایات کے مطابق ائمہ معصومینؑ اور عام انسانوں کی ولادت میں ایک اور اہم فرق یہ ہے کہ معصومینؑ کی ولادت ختنہ کے ساتھ حالتِ اسلام پر ہوتی ہے؛ چنانچہ امام باقرؑ نے امام معصوم کی دس اہم نشانیاں ذکر کرتے ہوئے سب سے پہلی صفت یوں بیان فرمائی:

أوَّلُهَا أنَّهُ يُولَدُ مَخْتُوناً ؛[1]

---

[1]. الخرائج والجرائح (راوندی): ج۲ص۵٦۹؛ الصراط المستقیم (علی بن یونس العاملی): ج۱ص۱۰۸۔

"پہلی نشانی یہ ہے کہ امام کی ولادت مختون (ختنہ شدہ حالت میں) ہوتی ہے"۔

نیز حضرت امام رضاؑ نے امام کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

لِلْإِمَامِ عَلَامَاتٌ ... يُولَدُ مَخْتُوناً ...؛[1]

"امام کی کچھ علامتیں ہیں، کہ وہ مختون (ختنہ شدہ حالت میں) پیدا ہوتا ہے"۔

۵): امامت کی بعض نشانیوں کے ساتھ ولادت

ائمہ معصومینؑ اور عام انسانوں کی ولادت میں ایک اور بنیادی فرق یہ ہے کہ معصومینؑ کی ولادت اُن کی امامت کی بعض نشانیوں کے ساتھ ہوتی ہے؛ چنانچہ امام باقرؑ نے امام معصوم کی دس اہم نشانیوں میں سے ایک نشانی یوں بیان فرمائی:

ثالثها أنه على عضده الأيمن مكتوب: ﴿وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقاً وَ عَدْلًا لا مُبَدِّلَ لِكَلِماتِهِ وَ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾؛[2]

" تیسری نشانی یہ ہے کہ امام کے دائیں بازو پر لکھا ہوتا ہے: ﴿وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقاً وَ عَدْلًا لا مُبَدِّلَ لِكَلِماتِهِ وَ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾"۔

اسی طرح حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

إِنَّ الْإِمَامَ... فَإِذَا وُلِدَ خُطَّ بَيْنَ كَتِفَيْهِ ﴿وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقاً وَ عَدْلًا لا مُبَدِّلَ لِكَلِماتِهِ وَ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾؛[3]

"امام ... جب امام کی ولادت ہوتی ہے تو اُس کے کندھوں کے درمیان لکھا ہوتا

---

[1]. من لایحضرہ الفقیہ (شیخ صدوق): ج ۴ ص ۳۱۸؛ الاحتجاج (طبرسی): ج ۲ ص ۴۳۷؛ بحار الانوار (مجلسی): ج ۲۵ ص ۱۱۶۔

[2]. الخرائج والجرائح (راوندی): ج ۲ ص ۵۶۹؛ الصراط المستقیم (علی بن یونس العاملی): ج ۱ ص ۱۰۸۔

[3]. کافی (کلینی): ج ۱ ص ۳۸۷؛ روضۃ المتقین (محمد تقی مجلسی): ج ۱۳ ص ۲۳۸، ۲۳۹۔

ہے: ﴿وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقاً وَ عَدْلًا لا مُبَدِّلَ لِكَلِماتِهِ وَ هُوَ السَّميعُ الْعَليمُ﴾"۔

امام صادق علیہ السلام کا یہ جملہ گویا اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ ائمہ معصومین علیہم السلام کی ولادت کے ساتھ ہی اُن کی امامت کی بعض نشانیاں بھی ظاہر ہوتی ہیں جن میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ امام کے دائیں بازو یا کندھوں کے درمیان سورہ انعام کی آیت ۱۱۵ تحریر ہوتی ہے۔

خلاصہ کلام

اس کتاب میں مذکور مطالب سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ معصومین علیہم السلام کی ولادت کی بجائے نزول و ظہور کا مؤقف بعض افراد کا خودساختہ نظریہ ہے جس کی کوئی تائید اہل بیت علیہم السلام کی روایات و احادیث سے نہیں ملتی؛ نیز یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اگرچہ ائمہ معصومین علیہم السلام کی فطری ولادت میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں پایا جاتا لیکن اس کے باوجود اُن کی ولادت اور عام انسانوں کی ولادت میں بہت زیادہ فرق پائے جاتے ہیں لہٰذا جس طرح یہ طے ہے کہ معصومین علیہم السلام کی ولادت فطری طرز سے ہوتی ہے اُسی طرح یہ بات بھی طے ہے کہ ہم جیسے عام انسانوں کے لئے معصومین علیہم السلام کی ولادت کا اپنی ولادت کے ساتھ موازنہ کرنا ہرگز صحیح نہیں ہے اور نہ ہی ہمارے لئے یہ دعویٰ کرنا صحیح ہے کہ ہم معصومین علیہم السلام کے وجود کے تمام پہلوؤں کو سمجھتے یا ان کی ولادت کی کیفیت کو مکمل طور سے درک کر سکتے ہیں۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

کتابنامہ

۱. قرآن کریم/ کتاب اللہ
۲. نہج البلاغہ / حضرت امام علی علیہ السلام
۳. الکافی (شیخ کلینی) ، ط چہارم ۱۳۶۵؛ ناشر دار الکتب الاسلامیۃ۔
۴. الاحتجاج (احمد بن علی طبرسی) : ط اول، نشر مرتضی، ۱۴۰۳ھ ق، مشہد ایران۔
۵. اعلام الوری بأعلام الہدی (ابو علی الفضل طبرسی) : موسسہ آل البیت لاحیاء التراث، ناشر دار المفید، ط دوم ۱۴۱۴ھ.
۶. امالی (شیخ طوسی) : طبع اول، دار الثقافۃ قم ایران، سنہ ۱۴۱۴ ھ ق۔
۷. الأمثل فی تفسیر کتاب اللہ المنزل (ناصر مکارم شیرازی) : ط اول ۱۴۲۱ھ، ناشر مدرسہ امام علی بن ابی طالب قم۔
۸. بحار الانوار (محمد باقر مجلسی) : ط دوم ۱۴۰۳ھ، مؤسسہ الوفا بیروت۔
۹. حلیہ الابرار فی احوال محمد وآلہ الاطہار (سید ہاشم بحرانی) : موسسہ المعارف الاسلامیہ، ط اول، ۱۴۱۱ھ.
۱۰. الخرائج والجرائح (قطب الدین راوندی) : ط اول ۱۴۰۹ھ، قم ایران، ناشر مؤسسہ امام مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ.
۱۱. خلاصۃ الاقوال فی معرفۃ الرجال (العلامۃ الحلی حسن بن یوسف بن المطہر) : مؤسسۃ نشر الفقاہۃ
۱۲. رجال نجاشی (ابو العباس احمد بن علی نجاشی) : ط چہارم، قم، جامعہ مدرسین، ۱۴۱۳ق
۱۳. روضۃ المتقین (محمد تقی مجلسی) : طبع دوم، ۱۴۰۶ ھ، قم، ایران، ناشر مؤسسہ فرہنگی اسلامی کوشانبور.

۱۴. الصراط المستقیم (علی بن یونس العاملی):
۱۵. عوالی اللئالی العزیزیۃ (ابن ابی جمہور احسائی): ناشر: دار سید الشہداء للنشر، ط اول ۱۴۰۵ھ، قم ایران
۱۶. کتاب العین (فراھیدی): ط دوم ۱۴۰۹، ناشر موسسہ دار الھجرہ۔
۱۷. کمال الدین و تمام النعمۃ (شیخ صدوق):
۱۸. لسان العرب (ابن منظور): ط اول ۱۴۰۵ھ، دار احیاء التراث العربی۔
۱۹. مجمع البحرین (طریحی): ط دوم ناشر مکتب نشر الثقافہ الاسلامیہ۔
۲۰. مرآۃ العقول فی شرح اخبار الرسول (محمد باقر مجلسی): ط دوم، ناشر دار الکتب الاسلامیہ تہران
۲۱. معجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم۔
۲۲. مفاتیح الجنان (شیخ عباس قمی)۔
۲۳. من لا یحضرہ الفقیہ (شیخ صدوق): ناشر دفتر انتشارات اسلامی جامعہ مدرسین قم، ط ۱۴۱۳ھ.
۲۴. الوافی (فیض کاشانی): ط اول ۱۴۰۶ھ، ناشر: کتابخانہ امام امیر المؤمنین علی علیہ السلام، اصفہان-ایران، تحقیق و تصحیح: ضیاء الدین حسینی اصفہانی
۲۵. الہدایۃ الکبری (حسین بن حمدان خصیبی): ط بیروت، البلاغ، ۱۴۱۹ق

مؤلف کے علمی و تحقیقی آثار کا تعارف

۱: ردّالشبہات (اہل تشیع پر ہونے والے مشہور اعتراضات کے جوابات کا مجموعہ)

یہ کتاب اہل تشیع پر ہونے والے عوام الناس میں مشہور ۲۴ اعتراضات کے مستند اور قانع کنندہ جوابات پر مشتمل ہے، جس کے مطالب علمی و تحقیقی ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت مختصر، عام فہم، آسان اور روان ہیں۔ اس کتاب کی تالیف کا بنیادی مقصد معاشرے میں شیعہ مذہب کے خلاف رائج غلط فہمیوں کو دور کرکے اتحاد بین المسلمین کی فضا قائم کرنا ہے۔

۲: نظریہ عدالت صحابہؓ (قرآن وسنت کی روشنی میں)

یہ کتاب عدالتِ صحابہؓ کے نظریہ پر ایک منصفانہ تحقیق ہے جس میں صحابہ کرامؓ کی عدالت کے بارے میں فریقین (اہل تشیع اور اہل سنت) کے نظریات کو بیان کرتے ہوئے قرآن وسنت کی روشنی میں ان نظریات کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے۔

۳: ولادت امام مھدیؑ اور عصر غیبت میں وجودِ امامؑ کے فوائد

اس کتاب کے پہلے حصہ میں حضرت امام مھدیؑ کی ولادت کو ٹھوس دلائل کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے، اور دوسرے حصہ میں عصر غیبت میں امام مھدیؑ کے وجود کے فوائد پر مختصر بحث و تحقیق کی گئی ہے۔

۴: دربارِ یزید میں حضرت زینبؑ کا خطبہ (اردو ترجمہ اور تشریح کے ساتھ)

یہ کتاب، دربارِ یزید میں سیدہ زینبؑ کے خطبہ کا ترجمہ اور تشریح ہے جس میں عقیلہ بنی ہاشمؑ کے دربارِ یزید میں دیئے گئے خطبہ کو بنیاد بناتے ہوئے آلِ رسول کے فضائل و مصائب بیان کرنے کے ساتھ ساتھ بہت سے تاریخی حقائق اور سیدہ زینبؑ کے پیشِ نظر علمی، اخلاقی، اجتماعی اور سیاسی نکات کو قرآن واحادیث سے استناد کرتے ہوئے تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

۵: بازار کوفہ میں حضرت زینبؑ کا خطبہ (اردو ترجمہ اور تشریح کے ساتھ)

یہ کتاب، بازارِ کوفہ میں سیدہ زینبؑ کے خطبہ کا اردو ترجمہ اور تشریح ہے، اس کتاب میں

واقعہ کربلا کے حوالے سے کوفیوں کے کردار اور اس کے پسِ پردہ اسباب و عوامل کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ سیدہ زینب علیہا السلام کے خطبہ کی تشریح و تفصیل بیان کی گئی ہے۔

۶: مفلسی اور ثروتمندی (اسباب، خطرات اور علاج)

کتابِ حاضر، مفلسی اور ثروتمندی کے اسباب، خطرات اور اس کے علاج سے مربوط اہم مباحث پر مشتمل ہے جس میں قرآن و اہل بیت علیہم السلام کے بیانات کی روشنی میں مفلسی اور ثروتمندی کے اسباب، تنگدستی سے بچاؤ کے طریقے اور مفلسی و ثروتمندی کے خطرات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

۷: عصرِ غیبت میں وجودِ امام مھدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے فوائد

اس کتاب میں قرآن و روایات سے استفادہ کرتے ہوئے حضرت امام مھدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غیبت کے دوران آپ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے وجودِ مبارک سے حاصل ہونے والے فوائد پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

۸: سیرت اہل بیت علیہم السلام اور غیر شیعہ مسلمان

اس کتاب میں غیر شیعہ مسلمانوں کے ساتھ اہل بیت علیہم السلام کے برتاؤ کے سلسلہ میں مفصل بحث کی گئی ہے۔

۹: حبِ علی علیہ السلام (حدیث مبارکہ «حُبُّ عَلِيٍّ حَسَنَةٌ... » کی تشریح)

یہ کتاب حضرت علی علیہ السلام کی محبت کے سلسلہ میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی مشہور و معروف حدیث کے سلسلہ میں مفصل تحقیق ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد فرمایا: "علی علیہ السلام کی محبت ایسی نیکی ہے جس کے ساتھ کوئی برائی نقصان نہیں پہنچاتی اور علی علیہ السلام کا بغض ایسی برائی ہے جس کے ساتھ کوئی نیکی فائدہ نہیں پہنچاتی"۔

۱۰: شیعہ ستیزی در دنیای معاصر (فارسی)

"عصر حاضر میں شیعہ دشمنی" کے عنوان پر مشتمل یہ کتاب، فارسی زبان میں تالیف کی گئی ہے جس میں شیعیت کی ابتداء اور شیعہ دشمنی کی تاریخ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ عصر حاضر کے شیعہ دشمن گروہوں کا تعارف بھی کروایا گیا ہے۔

۱۱: مبانی قرآنی و روایی قیام عاشورا (فارسی)

یہ کتاب، واقعہ کربلا کی قرآن وسنت پر مبنی نظریاتی بنیادوں کے بارے میں مفصل تحقیق ہے۔

۱۲: سیرہ اہل بیت علیہم السلام در برخورد با مسلمانان غیر شیعہ (فارسی)

"غیر شیعہ مسلمانوں کے ساتھ اہل بیت علیہم السلام کے برتاؤ کے موضوع پر یہ کتاب فارسی زبان میں تالیف کی گئی ہے۔

۱۳: دور اهل البیت علیہم السلام فی تفسیر القرآن الکریم (عربی)

"قرآن مجید کی تفسیر کے سلسلہ میں اہل بیت علیہم السلام کے کردار" کے عنوان پر مشتمل یہ کتاب، عربی زبان میں تالیف کی گئی ہے۔

۱۴: کیا حضرت علی علیہ السلام کو رب کہنا صحیح ہے؟

یہ کتابچہ آپ کے ہاتھوں میں ہے جس میں قرآن و اہل بیت علیہم السلام کے فرامین کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام کو "رب" کہنے کے مسئلہ پر علمی تحقیق کی گئی ہے۔

۱۵: واقعہ کربلا کے بعد امام سجاد علیہ السلام کے خطبات (ترجمہ اور تشریح کے ساتھ)

یہ کتاب، واقعہ کربلا کے بعد بازارِ کوفہ، مسجد اموی اور مدینہ واپسی پر امام زین العابدین علیہ السلام کے خطبات کا مکمل اردو ترجمہ اور تشریح ہے، جس میں امام سجاد علیہ السلام کے ان خطبات کو بنیاد بناتے ہوئے اہل بیت علیہم السلام کے فضائل و مصائب اور سید سجاد علیہ السلام کے موردِ نظر علمی، اخلاقی، سیاسی اور اجتماعی نکات کو قرآن وسنت سے استناد کرتے ہوئے تفصیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

۱۶: تبرّا، لعنت اور گالی (اسلامی نقطہ نظر اور عام غلط فہمیاں) زیر طبع

اس کتاب میں تبرّا، لعنت اور گالی کی تعریف بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان تینوں کا باہمی فرق واضح کیا گیا ہے؛ نیز قرآن و سنت کے بیانات اور معصومین علیہم السلام کی عملی سیرت کی روشنی میں تبرّا اور لعنت کے مصادیق بیان کرنے کے ساتھ ساتھ تبرّا، لعنت اور گالی کا فقہی لحاظ سے شرعی حکم بیان کرتے ہوئے ان کی حد و حدود کو مشخص کیا گیا ہے۔